ہفت روزہ
خدام الدین لاہور
بیادگار
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی
شیرانوالہ دروازہ لاہور
۴ رمضان المبارک ۱۳۸۴ھ
۸ جنوری ۱۹۶۵ء
یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ۰ لاہور
ہدیہ ۲۵ پیسے

اَحَادِیثُ الرَّسُولِ صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ۔ متفق علیہ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے ارشاد فرمایا کہ جو کوئی ایمان کی رُو سے اور بہ نیت حصولِ ثواب رمضان کا قیا (تراویح) کرے۔ اس کے (تمام) اگلے گناہ معاف ہو جائیں گے۔

وَعَنْهُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُرَغِّبُ فِیْ قِیَامِ رَمَضَانَ مِنْ غَیْرِ اَنْ یَّاْمُرَهُمْ فِیْهِ بِعَزِیْمَةٍ فَیَقُوْلُ: مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ۔ رواہ مسلم

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ و سلم قیام رمضان کی طرف ترغیب دیتے تھے اور تاکید کے ساتھ ان کو اس کا حکم نہ دیتے تھے (تاکہ یہ چیز فرض نہ ہو جائے) چنانچہ فرماتے تھے کہ جو کوئی ایمان کی رُو سے اور بہ نیت حصولِ ثواب رمضان کا قیام کرے۔ اس کے (تمام) اگلے گناہ معاف ہو جائیں گے۔

ف: قیام رمضان یعنی تراویح کا استحسان اور استحباب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و عمل سے ثابت ہے۔ لیکن آپ کی حیات میں اس پر تاکیدی طور سے اس لیے عمل نہیں ہوا تھا کہ کہیں یہ چیز فرض نہ کر دی جائے اور بعض احادیث سے اس کی تاکید بھی ثابت ہوتی ہے، جیسا کہ سنن نسائی میں مذکور ہے، لیکن آپ کے وصال کے بعد جب یہ خدشہ ختم ہو گیا، تو عمر فاروق نے اس پر عمل کیا۔

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ، كُلُّ عَمَلِ ابْنِ اٰدَمَ لَهٗ اِلَّا الصِّیَامَ فَاِنَّهٗ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِهٖ۔ وَالصِّیَامُ جُنَّةٌ فَاِذَا كَانَ یَوْمُ صَوْمِ اَحَدِكُمْ فَلَا یَرْفُثْ، وَلَا یَصْخَبْ فَاِنْ سَابَّهٗ اَحَدٌ اَوْ قَاتَلَهٗ فَلْیَقُلْ: اِنِّیْ صَائِمٌ، وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِهٖ لَخُلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْیَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِیْحِ الْمِسْكِ۔ لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ یَفْرَحُهُمَا: اِذَا اَفْطَرَ فَرِحَ، وَاِذَا لَقِیَ رَبَّهٗ فَرِحَ بِصَوْمِهٖ۔ متفق علیہ۔

وَهٰذَا لَفْظُ رِوَایَةِ الْبُخَارِیِّ۔ وَفِیْ رِوَایَةٍ لَهٗ: یَتْرُكُ طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ وَشَهْوَتَهٗ مِنْ اَجْلِیْ، اَلصِّیَامُ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِهٖ، وَالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا۔ وَفِیْ رِوَایَةٍ لِمُسْلِمٍ: كُلُّ عَمَلِ ابْنِ اٰدَمَ یُضَاعَفُ الْحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا اِلٰی سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ۔ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: اِلَّا الصَّوْمَ فَاِنَّهٗ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِهٖ۔ یَدَعُ شَهْوَتَهٗ وَطَعَامَهٗ مِنْ اَجْلِیْ لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ: فَرْحَةٌ عِنْدَ فِطْرِهٖ، وَفَرْحَةٌ عِنْدَ لِقَاءِ رَبِّهٖ۔ وَلَخُلُوْفُ فِیْهِ اَطْیَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِیْحِ الْمِسْكِ۔

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ رب العزت فرماتے ہیں کہ آدمی کا ہر عمل اُسی کا ہے، سوائے روزہ کے کہ وہ میرا ہے، اور میں ہی اس کا بدلہ دُوں گا، اور روزہ ایک ڈھال ہے۔ پس آدمی کو چاہیے کہ روزہ کے دن بے ہودہ باتیں نہ کرے، اور شور و شغب نہ کرے اور اگر کوئی اس کے ساتھ گالم گلوچ یا جھگڑا کرے تو (اس سے) کہہ دے کہ میں روزے سے ہوں۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں محمد (صلی اللہ علیہ و سلم) کی جان ہے۔ کہ روزے دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہے۔ اور روزہ دار کے لیے دو خوشیاں ہیں جو اس کو حاصل ہوں گی۔ ایک تو افطار کے وقت خوش ہوتا ہے اور دُوسری خوشی اس وقت حاصل ہو گی جب وہ اپنے رب سے ملے گا۔ اس وقت اپنے روزہ سے خوش ہوگا۔ (بخاری و مسلم) اور یہ الفاظ بخاری کے ہیں۔

اور بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ روزہ دار میری وجہ سے کھانا پینا اور اپنی خواہش کو چھوڑتا ہے (لہٰذا) روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کی جزا دُوں گا (اور باقی) نیکیوں کا ثواب دس گنا ہو گا۔ اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ آدمی کے ہر عمل کا ثواب بڑھایا جاتا ہے۔ ایک نیکی کا ثواب دس گنا ہوتا ہے، سات سو گنے تک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ مگر روزہ (کہ اس کے ثواب کی کوئی حد نہیں)، کیوں کہ وہ خالص میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دُوں گا۔ روزہ دار میرے لیے اپنی خواہش اور کھانا پینا چھوڑ دیتا ہے۔ اور روزہ دار کے لیے دو خوشیاں ہیں۔ ایک خوشی افطار کے وقت اور دوسری خدا سے ملاقات کے وقت ہو گی۔ اور روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کو مشک کی خوشبو سے زیادہ پسند ہے۔

وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: مَا مِنْ عَبْدٍ یَّصُوْمُ یَوْمًا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اِلَّا بَاعَدَ اللّٰهُ بِذٰلِكَ الْیَوْمِ وَجْهَهٗ عَنِ النَّارِ سَبْعِیْنَ خَرِیْفًا۔ متفق علیہ۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے راستہ میں ایک روزہ رکھے تو اللہ تعالیٰ اس ایک دن کی وجہ سے اس کو (جہنم کی) آگ سے بقدر ستر سال کی مسافت کے دُور کر دیں گے۔ (اس کو بخاری و مسلم نے ذکر کیا)۔

ہفت روزہ خدام الدین لاہور

ایڈیٹر مناظر حسین نظر

سالانہ گیارہ روپے ششماہی چھ روپے

ٹیلی فون نمبر - ۶۷۵۴۵

جلد ۱۰ | ۴ ر رمضان المبارک ۱۳۸۴ھ مطابق یکم جنوری ۱۹۶۵ء | شمارہ ۳۴

رُوحانیّت کا موسمِ بہار

زیر نظر شمارہ جب قارئین کرام کے ہاتھ میں آئے گا تو اس وقت رمضان المبارک کا پرکیف و پرسرور مہینہ شروع ہو چکا ہو گا - خدام الدین کو پڑھنے والے مسلمان روزہ سے ہوں گے - اور اپنے رب کو راضی کرنے کی فکر میں خواب و خور حرام کر کے اور جائز طبعی خواہشات کی تکمیل سے کنارہ کش ہو کر اپنی بندگی اور غلامی کا ثبوت دے رہے ہوں گے - لیکن روحانیت کے اس موسم بہار میں کچھ ایسے بدقسمت اور خزاں نصیب بھی نظر آئیں گے جنہیں اس موسم کی بہار آفرینی و رنگینی کا یا تو علم نہیں ہو گا - یا وہ اس سے لطف اندوز اور بہرہ ور ہونے کی کوشش ہی نہیں کریں گے -

اور اس طرح قیام رمضان، پابندیٔ صوم، احکام الٰہی کی فرماں برداری اور یادِ الٰہی کے صلے میں ملنے والی ابدی نعمتوں، لامحدود اجر و ثواب اور بے بہا دینی و دنیوی فائدوں سے محروم رہ جائیں گے -

اندازہ فرمایئے ایک خدا کا فرماں بردار بندہ جب اس کے حکم کے مطابق تاروں کی چھاؤں میں اٹھ کر تہجد کی نماز پڑھے - صبح صادق ہونے سے پہلے سحری کھائے، دن بھر برے خیالات سے دل و دماغ کو پاک رکھے - اپنے تمام اعضاء جسمانی کو اللہ رب العزت کی نافرمانی سے بچائے اور شام کو افطاری کی لذت سے بہرہ اندوز ہونے کے بعد قیام اللیل میں مشغول اور کلامِ الٰہی کی حلاوتوں میں گم ہو جائے - تو کیونکر ممکن ہے کہ اس کا دل انوارِ الٰہی کا کاشانہ اور روحانیت کا مسکن نہ بنے اور وہ پیکر غلامی و بندگی مقبولِ بارگاہ خداوندی نہ ہو - ویسے بھی مشاہدہ یہی کہتا ہے کہ خوراک کی کمی نفس کی شورشوں کو کم کر دیتی ہے اور کم خوابی کم گوئی اور ذکر اللہ کی کثرت انسان کو پر نور سیمابی فضاؤں اور تاروں کی ضیاؤں میں لے جاتی ہے - لیکن صد حیف ہے ان کور باطنوں اور بد نصیبوں پر جو رمضان کی فصلِ بہار اپنے اللّوں تللّوں اور مجالسِ لہو و لعب کی نذر کر دیتے ہیں اور اس طرح غضب خداوندی کے سزاوار ٹھہرتے ہیں بعض بد نصیب ایسے بھی ہیں کہ وہ اس موسم کے میووں سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتے ہیں، دن بھر روزہ سے رہتے ہیں - اور رات کو تراویح بھی قضا نہیں کرتے لیکن ان کے حصہ بھوک اور پیاس کی حرماں نصیبی کے علاوہ کچھ بھی نہیں آتا - حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کا ارشاد ہے "بہت سے روزہ دار ایسے ہیں کہ انہیں روزہ رکھنے سے سوائے بھوک کے کچھ حاصل نہیں ہوتا اور بہت سے قیام کرنے والے ہیں کہ انہیں بیدار رہنے کے سوا کچھ ہاتھ نہیں آتا - وجہ صرف یہ ہے کہ وہ روحانیت کی درستگی کے لئے نسخہ شفا تو ضرور استعمال کرتے ہیں لیکن پرہیز نہیں کرتے اور اس لئے شفا یابی سے محروم رہ جاتے ہیں -

حکیم کائنات رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس نے روزے میں جھوٹ اور اس پر عمل کو نہیں چھوڑا تو اللہ تعالےٰ کو اس کی حاجت نہیں ہے کہ وہ کھانا پینا چھوڑ دے - حضرت سید علی ہجویری المعروف بہ داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں "محض کھانے پینے سے روزہ رکھ لینا اور روزے کے آداب و شرائط کا لحاظ نہ رکھنا، بچوں اور جاہلوں کا ہی مشغلہ ہو سکتا ہے - شریعت کا تقاضا یہ ہے کہ روزہ دنیاوی اور نفسانی لذات و شہوات اور سفلی خواہشات سے بچنے کے لئے رکھا جائے - اور روزے کے دوران تمام حرام چیزوں سے قطعی پرہیز کیا جائے" اور روحانی حکیم حضرت سفیان ثوری اور حضرت مجاہد رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ دو عادتیں - غیبت کرنا اور جھوٹ بولنا ایسی ہیں جو روزے کو فاسد کر دیتی ہیں - چنانچہ روزہ دار کو لازم ہے کہ وہ روزے کو ان سے بچائے - اب ظاہر ہے جو شخص روزے کے باوجود برائیوں سے نہ بچے، جھوٹ بولتا رہے - غیبت کرتا رہے - اور جب روزہ افطار کرے تو رشوت اور حرام کے مال سے خریدے ہوئے کھانے اور چیزیں کھائے تو ایسے شخص کا روزہ بے سود ہے - وہ نہ تو روحانی شفا حاصل کر سکے گا اور نہ اپنے مزاج کی خرابی کے باعث روحانیت کے موسمِ بہار سے متمتع ہو سکے گا -

اللہ تعالےٰ ہمیں روحانی امراض سے شفا نصیب فرمائے - اور روحانیت کے موسم بہار سے لطف اندوز ہونے کی توفیق عطا فرمائے -

مجلسِ ذکر ۲۶ر شعبان المعظم ۱۳۸۴ھ مطابق ۳۱ر دسمبر ۱۹۶۴ء

قرآن کی سالگرہ کا مہینہ

از:
حضرت مولانا عبیداللہ صاحب انور مدظلہ العالی
(مرتبہ:- محمد عثمان غنی، بی۔ اے، واہ کینٹ، حال وارد لاہور)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط
الحمد للہ وکفیٰ وسلامٌ علیٰ عبادہِ الذین اصطفیٰ - امّا بعدُ:
یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ ۝

یہ اس سال کی آخری مجلس ذکر ہے اور انشاء اللہ رمضان کے بعد پھر یہ مجلس منعقد ہوا کرے گی۔ دینی مکاتب کا سال رمضان سے شروع ہوتا ہے۔ اس نسبت سے میں نے یہ کہا کہ یہ اس سال کی آخری مجلس ذکر ہے۔ ویسے تو مسلمانوں کا قمری کیلنڈر محرم الحرام سے شروع ہوتا ہے۔ رمضان قرآن کی سالگرہ کا مہینہ ہے۔ یہ بہت بڑے جشن کا زمانہ ہے۔ مفسرین حضرات میں سے اکثریت کا خیال یہ ہے کہ سارا قرآن لوح محفوظ میں ۱۷ر رمضان کو نازل ہوا اور پھر رفتہ رفتہ حضورؐ کے قلب اطہر پر ۲۳- برس میں نازل ہوا۔ اس ماہ میں لیلۃ القدر بھی ہے جس کی عبادت ایک ہزار ماہ کی عبادت سے بڑھ کر ہے۔ اس رات کا صحیح تعین نہیں کیا گیا تاکہ مسلمان شوق سے سارا رمضان عبادت کرتے رہیں۔ یہ نہیں کہ جاہلوں کی طرح قرآن پڑھوا کر عمر بھر کے گناہ معاف کرالیں یا جمعۃ الوداع کو دو رکعت قضاءِ عمری کے نام سے پڑھ لیں اور ساری عمر کی نمازیں معاف۔ یہ اٹکل پچّو یہودیوں کا شیوہ ہے۔ مسلمان کے لیے مکمل نصاب حیات ہے۔

روزہ ہر امّت پر فرض رہا ہے۔ اس فرضیت کی وجہ یہ ہے کہ لعلکم تتقون تاکہ تم متقی بن جاؤ۔ چونکہ رمضان میں تراویح کی نماز ہوتی ہے اس لیے باقاعدہ مجلس ذکر منعقد نہیں ہوتی۔ لیکن انفرادی ذکر کے لیے تو کوئی پابندی نہیں۔ بلکہ رمضان میں تو اور بھی ذوق و شوق سے ذکر اذکار میں انہماک ہونا چاہیے۔ کیوں کہ رمضان میں نفل عبادت کا ثواب فرض کے برابر ملتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اَلصَّوْمُ لِیْ وَاَنَا اُجْزٰی بِہٖ روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کی جزا ہوں۔ اللہ کی رحمتوں کا کرشمہ دیکھیے کہ کوئی جتنی خطا کرے اس کو اتنی ہی سزا دیتے ہیں، لیکن نیکی کرنے پر اجر کئی گنا بڑھا کر دیتے ہیں۔

ہم دل سے دعا کرتے ہیں کہ جو بھی اسلام کا بہی خواہ ہے، جو مسلمان بھی اللہ کے نزدیک بہتر ہے وہ برسرِ اقتدار آئے، ہمارا سرتاج بنے۔ ہم کسی کی مخالفت نہیں کرتے۔ ہمارا کوئی دوست نہیں ہے نہ ہی ذاتی طور پر ہمیں کسی سے عناد ہے۔ اَلْحُبُّ لِلّٰہِ وَالْبُغْضُ لِلّٰہِ۔ ہم تو دعا کرتے ہیں کہ ان کے گناہ اللہ تعالیٰ راتوں رات معاف کر دے۔

حضورؐ فرماتے ہیں۔ اگر رمضان کی قدر و قیمت مسلمانوں کو معلوم ہو جائے تو دعا کریں کہ سارا سال ہی رمضان رہے۔ فرشتے ذاکرین کی جماعت کو ڈھونڈتے پھرتے ہیں۔ جب ایک فرشتہ دیکھ لیتا ہے تو دوسروں کو بلاتا ہے کہ یہاں آؤ اور جس جماعت کی ہمیں تلاش تھی وہ یہاں ہے اور پھر وہ سارے فرشتے ذاکرین کی جماعت پر چھا جاتے ہیں اور نورانی چادر تان دیتے ہیں۔ بلکہ حدیث میں یہاں تک آتا ہے کہ ذاکرین کے پاس بیٹھنے والے کو بھی اللہ تعالیٰ مغفرت کا تمغہ عطا فرما دیتے ہیں۔

پتہ نہیں اگلے رمضان تک کون یہاں ہو یا نہ ہو کیا معلوم میرا اور آپ کا یہ آخری رمضان ہو۔ اس لیے ذوق و شوق سے عبادت اور ذکر اذکار کریں۔ روزہ کی حالت میں گالی گلوچ، غیبت اور ہرزہ گوئی سے پرہیز کریں۔ عذابِ قبر کے بارے میں آتا ہے کہ اگر سر کی طرف سے قبر حملہ کرے گی تو فلاں عمل آڑے آ جائے گا۔ پہلو کی طرف سے حملہ آور ہو گی تو فلاں عمل آڑے آئے گا۔ اسی طرح رمضان بھی شفاعت کرے گا۔ مگر شفاعت تب کرے گا جب یہ ہم سے راضی جائے گا۔ اگر رمضان میں سب برائیوں سے بچتے ہیں تو پھر باقی مہینوں میں بھی بالائی آمدنیوں وغیرہ سے بچیں۔ توفیق عمل اور ایمان بھی خدا داد ہے۔ شکر کرو اللہ نے ہمیں ایمان کی دولت سے نوازا ہے۔

حدیث میں آتا ہے اگر کوئی کسی کا روزہ کھلوا دے گا تو قبر سے اٹھنے کے بعد حوضِ کوثر سے سیراب کیا جائیگا اور پھر محشر کی پیاس اسے نہ ستائے گی۔ صحابہؓ نے عرض کیا یہ تو امراء کے لیے ہے۔ حضورؐ نے فرمایا نہیں چاہے کوئی لسّی کے ایک گھونٹ سے کسی کا روزہ کھلوا دے تو اس کو بھی روزہ دار کے برابر ثواب ہو گا اور روزہ دار کے ثواب میں بھی کمی نہ ہو گی، بلکہ اللہ چاہے تو اضعافاً مضاعفہ دے گا۔

رمضان میں قرآن کی تلاوت کی کثرت کریں، شروع رات میں تراویح اور آخر رات میں تہجد پڑھیں۔ انشاء اللہ یہ قیامت میں کام آئے گی۔ حضورؐ نے فرمایا جو چھوٹے چھوٹے گناہ دو وضوؤں کے درمیان ہو جائیں وہ وضو سے معاف ہو جاتے ہیں، جو دو نمازوں کے درمیان ہوں وہ نماز سے معاف ہو جاتے ہیں۔ جو بچ جائیں وہ دو جمعوں کے درمیان معاف ہو جاتے ہیں۔ اور پھر دو رمضانوں کے درمیان تو سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ روزہ رکھ کر بڑا سرور حاصل ہوتا ہے۔

(باقی صفحہ ۱۶ پر)

خطبہ جمعہ ۲۷ شعبان المعظم ۱۳۸۴ھ یکم جنوری ۱۹۶۵ء

از
مولانا عبیداللہ انور
مدظلہ العالی

ہر صاحبِ ایمان پر

رمضان کے روزے فرض ہیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ ۙ اَیَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ

(سورہ بقرہ رکوع ۲۳ پارہ ۲)۔

ترجمہ: اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں جس طرح ان لوگوں پر فرض کئے گئے تھے جو تم سے پہلے تھے تاکہ تم پرہیزگار ہو جاؤ۔ چند روز گنتی کے ہیں۔

حاشیہ حضرت شیخ الہند نور اللہ مرقدہ

یہ حکم روزہ کے متعلق ہے جو ارکانِ اسلام میں داخل ہے اور نفس کے بندوں ہوا پرستوں کو نہایت ہی شاق ہوتا ہے۔ اس لئے تاکید اور اہتمام کے الفاظ سے بیان کیا گیا اور یہ حکم حضرت آدمؑ کے زمانہ سے اب تک برابر جاری رہا ہے گو تعیین ایام میں اختلاف ہو۔

مقصدِ روزہ

روزہ سے نفس کو اس کی مرغوبات سے رکنے کی عادت پڑے گی تو پھر اس کو ان مرغوبات سے جو شرعاً حرام ہیں روک سکو گے اور روزہ سے نفس کی قوت و شہوت میں ضعف بھی آئے گا تو اب تم متقی ہو جاؤ گے۔ بڑی حکمت روزہ میں یہی ہے کہ نفسِ سرکش کی اصلاح ہو اور شریعت کے احکام جو نفس کو بھاری معلوم ہوتے ہیں ان کا کرنا سہل ہو جائے اور متقی بن جاؤ۔ جاننا چاہیئے کہ یہود و نصاریٰ پر بھی رمضان کے روزے فرض ہوتے تھے مگر انہوں نے اپنی خواہشات کے موافق ان میں اپنی رائے سے تغیر و تبدل کیا تو لعلکم تتقون میں ان پہ تعریض ہے۔ معنی یہ ہوں گے کہ اے مسلمانوں تم نافرمانی سے بچو یعنی مثل یہود و نصاریٰ کے اس حکم میں خلل نہ ڈالو۔

گنتی کے روزے رکھو

چند روز گنتی کے جو زیادہ نہیں روزہ رکھو اور اس سے رمضان کا مہینہ مراد ہے۔ جیسا اگلی آیت میں آتا ہے۔

حاصل

مندرجہ بالا آیت اور حضرت شیخ الہند قدس سرہ العزیز کے حاشیہ سے حاصل یہ نکلتا ہے کہ جب سے دنیا قائم ہے تمام امتوں کو روزہ رکھنے کا حکم دیا جاتا رہا ہے اگرچہ ان کے ہاں روزہ کی شکل اوقات مختلف تھے لیکن اصل موجود تھی۔ چنانچہ اسی قاعدے اور دستور کے مطابق یہود و نصاریٰ کو بھی روزوں کی پابندی کا حکم دیا گیا لیکن وہ روزہ کی روح کو بھول گئے۔ محض رسمی طور پہ دیکھا دیکھی اور شریعت کے احکام میں کمی بیشی کرتے ہوئے اس فریضہ کو ادا کرنے لگے جس سے روزے کی روح فنا ہوگئی، ان کے نفس بجائے مغلوب ہونے کے سرکش ہوگئے اور وہ ہواؤ ہوس کے بندے اور نفس کے غلام ہو کر رہ گئے۔ یہاں مسلمانوں کو اسی لئے تنبیہ کی گئی ہے کہ تم پہ روزے اس لئے فرض کئے گئے ہیں تاکہ تمہارے نفس کی غلاظت اور گندگی دور ہو، تم خواہشات ولذات اور شہوات پہ غالب آسکو، تمہارے دلوں میں ایمان ویقین اور اعمال میں خلوص و ایثار پیدا ہو اور اس طرح تمہاری رگوں میں تقویٰ و پرہیزگاری کی روح دوڑنے لگے۔ گویا روزہ کی اصل یہ ہے کہ مسلمان اپنے وجود میں تقویٰ شعاری اور پرہیزگاری کا چلتا پھرتا نمونہ نظر آئے۔

لطائفِ علمیہ

(۱) آیت مذکورہ میں صرف مسلمانوں اور ایمان والوں کو مخاطب کرنے سے مقصد یہ ہے کہ اب یہود و نصاریٰ اپنی بداعمالیوں کے سبب سے قابل التفات نہیں رہے اس لئے تمہیں ان کے موجودہ دین اور موجودہ مذہب کو نظرانداز کر دینا چاہیئے۔

(۲) آیت میں کتب علیکم (تم پہ فرض کئے گئے) کے الفاظ صاف طور پہ ظاہر کرتے ہیں کہ اس حکم سے پہلے اس امت پہ کسی روزے کی فرضیت نہیں ہوئی تھی۔ صرف سابقہ انبیاء علیہم السلام کے اتباع میں نفلی روزے رکھے جاتے تھے۔

مسلمان کے ہر عضو پر روزہ فرض ہے

مفسرین نے کتب علیکم الصیام کی تفسیر میں لکھا ہے کہ مسلمان کے ہر عضو پر روزہ فرض کیا گیا ہے۔ عربی میں روزہ کو صوم کہتے ہیں صوم کے لغوی معنی کسی کام سے رک جانے اور باز رہنے کے ہیں۔ چنانچہ روزہ رکھنے کے عمل کو بھی صیام اسی لئے کہا جاتا ہے کہ انسان اللہ کے حکم کے مطابق اپنے آپ کو مقررہ وقت تک کھانے پینے اور جائز خواہشات تک کی تکمیل سے باز رکھتا ہے۔ دوسرے الفاظ میں صیام کا یہ مطلب بھی ہوا کہ انسان اپنے آپ کو اللہ کی نافرمانی سے روکے رکھے۔

اب اس مطلب کے پیشِ نظر مسلمان کے ہر عضو پر روزہ فرض ہونے کے معنی یہ ہونگے کہ وہ اپنے تمام اعضاء کو اللہ کی نافرمانی سے بچائے، انہیں فقط اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے حرکت میں لائے اور ہر حال میں اسی کی فرمانبرداری ملحوظ رکھے۔ مثلاً

(۱) زبان کا روزہ یہ ہے کہ اسے بدکلامی، بدگوئی، چغلی، غیبت، جھوٹ اور فضول ولچر گفتگو یا گانوں سے بچایا جائے۔ (۲) کانوں کو خلافِ شریعت گفتگو اور کلام سے محفوظ رکھا جائے۔ (۳) آنکھوں کو ہر ناجائز نظارے سے بچایا جائے (۴) ہاتھوں سے کوئی ایسا کام نہ کرے جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو (۵) پاؤں سے کسی ایسی جگہ چل کر نہ جائے جہاں جانے سے اللہ تعالےٰ ناراض ہو۔ (۶) اپنے وجود کو بری مجلس اور بری صحبت سے بچائے اور کسی ایسی مجلس میں شریک نہ ہو جس میں شریک ہونے سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو نیز کافروں، مشرکوں اور منافقوں کو دوست نہ رکھے (۷) پیٹ کو چوری اور رشوت کے مال اور حرام خوری سے محفوظ رکھے۔ (۸) جسم کو خلافِ شرع لباس اور پہناوے سے بچائے (۹) دل ودماغ کو

وساوس شیطانی، سفلی جذبات وخیالات اور اسی قسم کی دیگر برائیوں سے محفوظ رکھے جو دل و دماغ کی پیداوار ہو سکتی ہیں۔ (۱۰) سر اور پیشانی کو غیر اللہ کی چوکھٹ پر سجدہ ریزی سے محفوظ رکھے

غرض

مختصر یہ ہے کہ اپنے جسم اور تمام اعضاء کو خلافِ شرع افعال سے روکے رکھے۔

روزے صرف رمضان کے فرض ہیں

قولہ تعالیٰ:۔ شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن ھدی للناس و بینات من الھدیٰ والفرقان فمن شھد منکم الشھر فلیصمہ ط

(پارہ ۲، سورہ بقرہ۔ آیت ۱۸۵)

ترجمہ:۔ رمضان کا مہینہ ہے جس میں قرآن نازل ہوا۔ لوگوں کے واسطے ہدایت ہے اور ہدایت کی روشن دلیلیں اور (حق کو باطل سے) جدا کرنے والا سو تم میں سے جو کوئی اس مہینے کو پائے تو اس کے روزے ضرور رکھے۔

یہ آیت مبارکہ صاف طور پر پکار رہی ہے کہ اے مسلمانوں تم اپنے روزے رمضان کے مہینے میں رکھا کرو۔ یہ تمہارے لئے ایک مبارک مہینہ ہے کیونکہ وہ قرآن جس میں لوگوں کی رہنمائی کے قوانین، سیدھے سادھے احکام اور حق و باطل میں تمیز کرنے کے اصول واضح کئے گئے ہیں وہ اسی ماہ مبارک میں نازل کیا گیا تھا پس اسی مہینے میں روزے رکھو اور اس طرح قرآن کی سالگرہ مناؤ۔

حدیث شریف کی شہادت

حدیث جبریل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد واضح ہے کہ آپ نے فرمایا:۔

اسلام یہ ہے کہ تو اس امر کا اعتراف کرے اور شہادت دے کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور محمدؐ خدا کے رسول ہیں اور اور (پھر) تو نماز کو ادا کرے، زکوٰۃ دے، رمضان کے روزے رکھے اور خانہ کعبہ کا حج کرے اگر تجھ کو زادِ راہ میسر ہو۔

(۲)

ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے (۱) اس امر کی گواہی دینا کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور رسول ہیں (۲) نماز پڑھنا (۳) زکوٰۃ دینا (۴) حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا (بخاری ومسلم)

(۳)

ایک اعرابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا، "یا رسول اللہ! مجھے بتایئے کیا اللہ تعالیٰ نے مجھ پر روزے فرض کئے ہیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا "ہاں۔ رمضان کے روزے فرض ہیں۔ اس کے علاوہ چاہو تو نفلی روزے رکھ سکتے ہو۔"

(۴)

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم سے روایت کیا ہے کہ جو آدمی بغیر کسی عذر یا بیماری کے رمضان میں ایک دن روزہ نہ رکھے وہ اگر تمام عمر روزے رکھتا رہے تو بھی اس کے فضل و کمال کو نہیں پا سکتا۔

نتیجہ

ان روایات اور آیت مذکورہ بالا سے یہ نکلا کہ رمضان کے روزے ہر بالغ مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہیں۔ اگر کوئی شخص بلا ناغہ شرعی (مسافر یا مریض ہو وغیرہ) روزہ ترک کرے گا تو تمام عمر کے روزے بھی رمضان کے ایک روزے کے برابر نہ ہو سکیں گے۔ (شریعت میں ایک روزے کا کفارہ دو ماہ کے مسلسل روزے رکھنا ہے۔ لیکن پھر بھی یہ روزے اس ایک روزے کا بدل نہیں ہو سکتے۔ ہاں کفارہ ادا ہو جائے گا۔)

حافظ حدیث علامہ ذہبیؒ نے اسی لیے تحریر فرمایا ہے کہ مسلمانوں میں یہ بات طے ہے کہ بلا مرض و عذر کے رمضان کے روزے کا تارک زانی اور شرابی سے بھی بدتر ہے بلکہ اس کے مسلمان ہونے میں بھی شک کیا گیا ہے۔ کیوں کہ یہ حالت زندقہ و حلول کا عقیدہ رکھنے والوں میں پائی گئی ہے۔

برادرانِ اسلام! اس قول کو سامنے رکھیے اور اندازہ فرمائیے کہ روزے کا ترک کس قدر عظیم گناہ ہے۔ اور اگر کوئی شخص روزوں کا مذاق اڑائے اور ان کے احترام کے خلاف بے وقعتی کا مظاہرہ کرے یا فرضیتِ روزہ کا انکار کرے تو پھر خود اندازہ فرما لیجیے کہ اس کے متعلق کیا فتویٰ ہو سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں معاف فرمائے اور صحیح معنوں میں روزے کی قدر دانی کرنے اور حدود و قیود کے ساتھ روزے رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

مجلسِ ذکر

بقیہ صفحہ ۱:۔

سحری کے وقت اٹھنے میں کیا ہی مزا آتا ہے اور افطار کے وقت کیا ہی راحت ہوتی ہے۔

لفاظی سے زیادہ عمل کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائیں۔ ہم کو لازم ہے کہ نیکی کے کام کریں تو بھول جائیں اور بدی ہو جائے تو یاد رہے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے اپنے گناہوں کا ایک سائن بورڈ بنا رکھا ہے۔ اور اپنے نفس کو دکھاتا ہوں کہ اے احمد علی! تیرے یہ گناہ ہیں۔ اگر خلقِ خدا کو پتہ چل جائے تو کوئی تیرے منہ پر تھوکے بھی نہ۔ حضرتؒ دس سال کی عمر میں حضرت دین پوری سے بیعت ہوئے تھے۔ جب نہ بیعت کا پتہ تھا نہ ذکر کا۔ اور پھر چالیس سال ذکر نہ چھوڑا۔ رات کو کھانا نہیں کھاتے تھے مگر جب تک معمولات پورے نہ ہو جاتے سوتے نہیں تھے۔ دیکھ لیجیے اتنے نیک اعمال کے باوجود، اور سچ بھی یہ ہے کہ ہمیں تو حیرت ہوتی تھی کہ ان سے وہ کون سے گناہ ہوتے ہیں جو سائن بورڈ پر لکھ کر اپنے نفس کو ڈانٹا کرتے تھے۔ سچ ہے ؎

عاقلاں را بیش بود حیرانی

حضرت ابوہریرہؓ سے کسی نے پوچھا تقویٰ کیا ہے؟ فرمایا اس کی مثال یوں ہے کہ ایک آدمی کانٹوں میں گھر جائے اور وہ اپنا دامن بچا کر نکل جائے۔ عجب، حسد، کینہ، جاہ طلبی، زر پرستی کے کانٹوں سے دامن بچائیے۔ یہ ہے تقویٰ۔ اس لیے ہر وقت اپنے اعمال کا محاسبہ کرتے رہنا اور یاد الٰہی میں محو رہنا چاہیئے۔

رمضان میں جنوں اور شیطانوں کو دور ہٹا دیا جائے گا۔ اللہ کی رحمت اور بخشش کے دروازے کھلیں گے۔ اس لیے رحمتوں کے خزانے لوٹ کر اپنے اعمال کو سنواریں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو نیک اعمال کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین

تہذیب الاخلاق

محمد شفیع عمر الدین حیدر آباد

پندار سعدیؔ کہ راہ صفا
تواں رفت جز در پئے مصطفےٰ

اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا حق ادا کرو

حدیث :۔ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالیٰ یُحِبُّ اَنْ یُرٰی اَثَرُ نِعْمَتِہٖ عَلٰی عَبْدِہٖ ۔

(الجامع الصغیر صفحہ ۱۲۷)

ترجمہ :۔ اللہ تعالیٰ اپنی نعمتوں کا اثر اپنے بندے میں دیکھنا پسند فرماتا ہے ۔

(ف) بندہ نعمتوں کا اثر یوں دکھاتا ہے کہ وہ منعم حقیقی کے ان بے حد احسانات یاد رکھ کر اس کے سب اوامر و نواہی کے مطابق یہ چار روزہ زندگی بسر کرے ۔ اس کی عبادت، حمد و شکر کو اپنا شعار بنائے ۔ اس کی نعمتوں کو شریعت کے مطابق استعمال میں لائے ۔

(۲)

گھروں میں ذکر اذکار کرتے رہو ۔

حدیث :۔ لَا تَجْعَلُوْا بُیُوْتَکُمْ مَقَابِرَ ۔
ریاض الصالحین بحوالہ مسلم

ترجمہ :۔ اپنے گھروں کو مقبرے نہ بناؤ ۔

(ف) مقبروں میں نماز نہیں پڑھی جاتی ہمیں چاہیئے کہ گھروں کو مقبروں کی طرح نہ بنائیں ۔ ان میں بھی نفل نمازیں پڑھتے رہیں۔ مردوں کو فرض نمازیں تو مسجد میں باجماعت ادا کرنے کا حکم ہے۔ اس لئے انہیں چاہیئے کہ وہ نوافل گھروں میں پڑھتے رہیں ۔ مثلاً تہجد کی نماز دو سے بارہ رکعت تک پڑھیں ۔ نماز فجر کے بعد سورج نکلنے تک ذکر و فکر کرتے رہیں ۔ سورج نکلنے کے بعد دو یا چار رکعت نماز اشراق پڑھیں اسی طرح جب سورج خوب چمک آئے اور اونچا ہو جائے تو چار رکعت چاشت کی نماز گھر میں پڑھی جا سکتی ہے ۔ مغرب کی نماز کے بعد کم از کم چھ رکعت اوّابین نماز پڑھ لیں ۔

علاوہ ازیں عورتیں اور بچیاں گھروں میں فرض نمازیں پڑھتی رہیں ۔

(۳)

فرائض بڑے اہتمام کے ساتھ بجا لاتے رہو

حدیث :۔ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالیٰ یُحِبُّ اَنْ یُعْمَلَ بِفَرَائِضِہٖ ۔ (الجامع الصغیر صفحہ ۱۲۷)

ترجمہ :۔ اللہ تعالیٰ اس بندے سے محبت کرتا ہے جو اس کے فرائض پر عمل کرے ۔

(ف) بندے کو چاہیئے کہ شریعت نے جو فرائض مقرر فرمائے ہیں ۔ اوّل ان سب کو بجا لانے کا بڑا اہتمام کرے ۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی بجا آوری کرتے وقت اوّل فرائض کو ترجیح دے ۔ مثلاً نماز روزہ ، حج زکوٰۃ فرائض میں سے ہیں اوّل انہیں بجا لائے ۔

حضرت سیدنا امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ فرائض کی بجا آوری میں بہت اہتمام کرنا چاہیئے ۔ اور حلال و حرام کے بارے میں خوب احتیاط کرنی چاہیئے ۔ فرض عبادات کے مقابلہ میں نفل عبادات راستہ میں پڑی ہوئی چیز کی مانند ہیں اور ان کا کچھ اعتبار نہیں ۔

آج کل اکثر لوگ نفلوں کو رواج دیتے ہیں اور فرائض کو ضائع کرتے ہیں ۔ نفلی عبادات بہت بڑے اہتمام کے ساتھ پڑھتے ہیں ۔ اور فرائض کو ہلکا اور بے اعتبار سمجھتے ہیں ۔ (مثلاً) اپنی ساری پونجی موقع اور بے موقع حقداروں اور غیر حقداروں کو تو دیتے ہیں مگر فریضہ زکوٰۃ کی ادائیگی میں انہیں ایک پیسہ دینا بھی مشکل معلوم ہوتا ہے ۔ کیا وہ نہیں جانتے کہ ایک پیسہ فریضہ زکوٰۃ کا دینا لاکھوں کی نفلی خیرات سے بہتر ہے ۔ یہ اس لئے کہ زکوٰۃ دینے میں محض اللہ تعالیٰ کا حکم بجا لانا مقصود ہے ۔ اور نفلی صدقہ و خیرات میں اکثر نفسانی خواہش کا دخل ہوتا ہے ۔ لہٰذا فرائض کی بجاآوری میں ریا کی گنجائش نہیں ہے ۔ اور نوافل میں ریا کا میدان بڑا کشادہ ہے ۔ اس لئے زکوٰۃ علانیہ دینا بہتر ہے تاکہ کوئی تارک زکوٰۃ ہونے کی تہمت نہ لگائے ۔ اور نفلی خیرات چھپا کر دینا بہتر ہے ۔

(۴)

اطمینان اور عزت کی زندگی بسر کرو ۔

حدیث ۔ لَیْسَ الْبِرُّ فِیْ حُسْنِ اللِّبَاسِ وَالزِّیِّ وَلٰکِنَّ الْبِرَّ السَّکِیْنَۃُ وَالْوَقَارُ (جامع الصغیر)

ترجمہ ۔ عمدہ لباس اور زینت بھلائی کی بات نہیں ۔ بلکہ سکون اور عزت میں بھلائی ہے ۔

(ف) اچھا اور اعلیٰ لباس اور ظاہری آرائش بدن کے بیرونی عیبوں کو تو چھپا لیتے ہیں مگر اندرونی خرابی اور بد اخلاقی کو نہیں چھپا سکتے ۔ سکون و اطمینان اور عزت و عظمت ظاہراً صورت سنوارنے سے حاصل ہونا ممکن نہیں ۔ بلکہ ان کو حاصل کرنے کے لئے ہمیں اپنی سیرت کو شریعت کے سانچے میں ڈھالنا چاہیئے ۔

سکون و اطمینان اللہ تعالیٰ کے ذکر کرنے سے حاصل ہوتا ہے ۔

اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ۔

ترجمہ ۔ خبردار اللہ کی یاد ہی سے دل تسکین پاتے ہیں ۔

اور عزت و عظمت تقویٰ و پرہیزگاری سے مل سکتی ہے ۔

اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ ط

(الحجرات آیت ۱۳)

ترجمہ ۔ بے شک زیادہ عزت والا تم میں سے اللہ کے نزدیک وہ ہے جو تم میں سے زیادہ پرہیزگار ہے ۔

تقویٰ کے بارے میں حضرت عطارؒ نے کیا ہی خوب فرمایا ہے ؎

چیست تقویٰ ؟ ترک شبہات و حرام
از لباس و از شراب و از طعام

حاصل اللہ تعالیٰ کی عبادات میں لگے رہو ۔ متقی اور پرہیزگار بنو تاکہ صحیح یعنی

میں سکون اور وقار جیسی دونوں نعمتیں حاصل ہو سکیں۔

(۶)

حصولِ رزق کے لئے شریعت کی حدود سے تجاوز نہ کرو

حدیث:- اَجْمِلُوْا فِیْ طَلَبِ الدُّنْیَا فَاِنَّ کُلاًّ مُیَسَّرٌ لِّمَا کُتِبَ لَهٗ مِنْهَا۔ (جامع الصغیر)

ترجمہ۔ دنیا کی طلب میں اچھی صورت (و اختصار) اختیار کرو۔ کیونکہ جتنا دنیا میں سے تمہارے مقدر میں ہے وہ تمہیں پہنچ کر رہے گا۔

(ف) روزی کمانے کے لئے حلال اور جائز ذریعہ شریعت کے مطابق اختیار کرنا چاہیئے۔ عزت اور وقار کے ساتھ، روزی کمانی چاہیئے۔ جبکہ مقدر میں لکھی ہوئی روزی ہر حال میں پہنچتی ہے تو روزی کے حصول میں لالچ اور حرص میں پڑ کر ناجائز طریقے سے حاصل کرنے کے لئے استعمال نہ کرنے چاہئیں۔

کار دنیا مختصر باید گرفت
این سخن را معتبر باید گرفت

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول قابل عمل ہے کہ "رزق مقسوم اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی قسمت میں مقرر فرما دیا ہے۔ ہر چیز جو وہ کھائیں گے اور پئیں گے اور پہنیں گے ان کی مقدار مقرر ہے۔ اور ان میں کسی طرح کی تقدیم اور تاخیر یا زیادتی یا کمی نہ ہوگی۔"

(۷)

دوسروں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو

حدیث: اَحِبَّ لِلنَّاسِ مَا تُحِبُّ لِنَفْسِكَ۔ (الجامع الصغیر)

ترجمہ:- لوگوں کے لئے وہی پسند کرو جو اپنے لئے پسند کرتے ہو۔

(ف) دنیا میں سکون و اطمینان کے ساتھ زندگی گزارنے کا یہ ایک بہترین دستور العمل ہے۔ ہر شخص کی یہ تمنا ہوتی ہے کہ دوسروں کا برتاؤ اس کے ساتھ نہایت اچھا ہو۔ وہ اس کے ساتھ خوش اخلاقی سے پیش آئیں۔ ان کا اس کے ساتھ برتاؤ خیر خواہی اور دیانتداری کے ساتھ ہو۔

کوئی شخص اس کے ساتھ بداخلاقی سے پیش نہ آئے۔ اس کے ساتھ کوئی کسی قسم کا فریب اور دھوکہ نہ کرے۔ اب جو باتیں وہ اپنے لئے پسند کرتا ہے وہی باتیں اسے دوسروں کے لئے پسند کرنی چاہئیں۔ اور جو باتیں وہ اپنے لئے پسند نہیں کرتا وہ دوسروں کے لئے پسند نہیں کرنی چاہئیں۔

آنچہ بر خود نہ پسندی بر دیگراں پسند

اس دستور العمل پر چلنے سے تمام جھگڑے ختم ہو جاتے ہیں۔

(۸)

مخلوقِ خدا کے ساتھ بھلائی کرو

(۱) حدیث۔ اَحَبُّ الْعِبَادِ اِلَى اللهِ اَنْفَعُهُمْ لِعِيَالِهٖ۔ (الجامع الصغیر)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے وہ بندہ سب سے زیادہ پیارا ہے۔ جس سے اس کی مخلوق کو زیادہ فائدہ پہنچے۔

(ف) ہمیں حتی المقدور مخلوق کی فلاح و بہبودی کے کاموں میں حصہ لینا چاہیئے۔

(۲) حدیث:- خَيْرُ النَّاسِ اَنْفَعُهُمْ لِلنَّاسِ۔ (جامع الصغیر)

ترجمہ:- لوگوں میں بہترین وہ شخص ہے جس سے لوگوں کو بہت زیادہ فائدہ پہنچے۔

دوسروں کی عدم موجودگی میں بھی اُن کی خیر خواہی کرو

حدیث:- مَنْ نَصَرَ اَخَاهُ بِظَهْرِ الْغَيْبِ نَصَرَهُ اللهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ۔ (الجامع الصغیر)

ترجمہ:- جو کوئی اپنے (مسلمان) بھائی کی اس کی پیٹھ پیچھے مدد کرے گا، تو اللہ تعالیٰ اس (مدد کرنے والے) کی دنیا و آخرت میں مدد فرمائے گا۔

(ف) مسلمان بھائی کی عدم موجودگی میں اس کی مدد کرنے کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ اس مدد کرنے والے کو دنیا اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کی مدد پہنچے گی۔ لہٰذا جس کا اللہ تعالیٰ حامی اور مددگار ہو اسے کسی قسم کے غم و حزن سے دوچار نہ ہونا پڑے۔

(۹)

بھوکوں، قرض داروں، اور غم زدوں کی مدد کرو

حدیث:- اَحَبُّ الْاَعْمَالِ اِلَى اللهِ مَنْ اَطْعَمَ مِسْكِيْنًا مِّنْ جُوْعٍ اَوْ دَفَعَ عَنْهُ مَغْرَمًا اَوْ كَشَفَ عَنْهُ كَرْبًا۔ (الجامع الصغیر)

ترجمہ۔ اعمال میں سے اللہ تعالیٰ کو یہ عمل بہت پیارے ہیں کہ بھوکے مسکین کو کھانا کھلایا جائے، یا اس کا قرض یا تاوان ادا کیا جائے، یا اس کا غم اور سختی دور کی جائے۔

(ف) یہ حدیث ہمیں غربا اور مساکین کی خدمت کرنے کی طرف توجہ دلاتی ہے۔

بھوکے مسکین کی روٹی کی فکر کرنا بہت اچھا کام ہے۔

قرضدار کی مدد تین طرح سے ہو سکتی ہے۔ اسے قرض معاف کر دیا جائے یا اس کی طرف سے قرض خواہ کو قرض ادا کر دیا جائے یا اس کی مالی حالت درست ہونے تک اسے مہلت دی جائے۔

خوش نصیب ہیں وہ حضرات ایسے حاجتمندوں کی خدمت کر کے اپنے پروردگار کو راضی کر لیتے ہیں۔

(۱۰)

دوسروں کی راحت کا خیال رکھو

حدیث۔ اَحَبُّ الْاَعْمَالِ اِلَى اللهِ بَعْدَ الْفَرَائِضِ اِدْخَالُ السُّرُوْرِ عَلَى الْمُسْلِمِ۔ (الجامع الصغیر)

ترجمہ:- فرضوں کے بعد، اللہ تعالیٰ کو یہ عمل بہت پسند ہے کہ مسلمان کو

راحت و خوشی پہنچائی جائے۔

(ف) اوّل فرائض نماز روزہ حج زکوٰۃ وغیرہ بجا لاتے رہنا چاہیئے۔ حقوق اللہ بجا لانے کے بعد حقوق العباد بھی بجا لانے چاہئیں جن سے مسلمان بھائیوں کو آرام و آسائش اور خوشی پہنچے۔

یہ بات یاد رہے کہ ان کی خوشی اور راحت کے لئے وہ کام کرنے چاہئیں جو شریعت میں جائز ہیں۔ غیر شرعی امور اور دوسروں کی خوشی کی خاطر کرنے کی ہماری شریعت میں بالکل گنجائش نہیں۔

(۱۰)

اپنی زبان کو اپنے قبضہ میں رکھو

حدیث:- اَحَبُّ الْاَعْمَالِ اِلَی اللّٰہِ حِفْظُ اللِّسَانِ ؕ

(الجامع الصغیر)

ترجمہ:- اللہ تعالیٰ کو یہ عمل بہت پیارا ہے کہ زبان کی حفاظت کی جائے۔

(ف) زبان کو لایعنی اور فضول باتوں سے روکنا چاہیئے۔ جھوٹ، غیبت بہتان گالی فحش کلمات زبان پر ہرگز نہیں لانے چاہئیں۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب تم اپنے دل میں سختی جسم میں سستی اور رزق میں کمی پاؤ تو جان لو کہ تم نے کوئی واہیات بات کہی ہے۔

(۱۱)

دوستی اور دشمنی محض اللہ تعالیٰ کے لئے ہو

حدیث:- اَحَبُّ الْاَعْمَالِ اِلَی اللّٰہِ الْحُبُّ فِی اللّٰہِ وَالْبُغْضُ فِی اللّٰہِ ؕ

(الجامع الصغیر)

ترجمہ:- اعمال میں سے یہ عمل بہت پیارا کہ دوسروں کی محبت ہو تو اللہ تعالیٰ کے لئے ہو۔ اور اگر بغض و عداوت ہو تو بھی اللہ تعالیٰ کے لئے ہو۔

(ف) دوستی اور محبت اور بغض و عداوت ذاتی اغراض سے بالاتر ہونی چاہئیں۔ اگر آپ کسی کے ساتھ محبت کریں تو محض اللہ تعالیٰ کیلئے کریں۔ محبت کی تہہ میں کوئی غرض پوشیدہ نہ ہو۔ اسی طرح اگر کسی کے ساتھ عداوت اور بغض کی نوبت آئے تو وہ بھی اللہ تعالیٰ کے واسطے ہو۔

(۱۲)

اپنے عیبوں پر نظر رکھو

حدیث:- اِذَا اَرَدْتَ اَنْ تَذْکُرَ عُیُوْبَ غَیْرِکَ فَاذْکُرْ عُیُوْبَ نَفْسِکَ۔

(جامع الصغیر)

ترجمہ:- جب تو دوسروں کے عیب کا خیال کرے اور انہیں بیان کرنا چاہیئے۔ تو اس وقت تجھے (کہ اس کے بجائے) اپنے عیبوں کو یاد کرنا چاہیئے۔

(ف) ایسا کرنے سے بندہ گناہ سے بچ جائے گا۔ اور اپنے عیب یاد کرنے سے تکبر سے بچ جائے گا اور توبہ اور اصلاح کی طرف متوجّہ ہوگا۔

اس لئے دوسروں کے عیبوں کے پیچھے نہ پڑنا چاہیئے۔ اور اپنے عیبوں سے تائب ہو کر اپنی اصلاح میں لگے رہنا چاہیئے۔ خود عیبوں میں ملوث ہوتے ہوئے انہیں نظر انداز کر کے دوسروں کے عیب بیان کرتے پھرنا کہ فلاں یوں اور فلاں یوں ہے کہاں کی دانشمندی ہے ؎

با ہمہ عیبِ خویشتن شب و روز
در تگا پوئے عیبِ اصحابی

اب جس بندے کی نظر ہر وقت اپنے عیبوں پر ہو گی وہ دوسروں کی عیب جوئی سے بچا رہے گا۔ دوسروں کی عیب جوئی کرنا بغض اور دشمنی کا پیش خیمہ ہے۔ اور اپنے عیوب کا جائزہ لیتے رہنا اصلاح کا باعث ہے۔

(۱۳)

اپنی مصیبت، خیرات اور بیماری کو چھپایئے

حدیث:- مِنْ کُنُوْزِ الْبِرِّ کِتْمَانُ الْمَصَائِبِ، وَالْاَمْرَاضِ، وَالصَّدَقَۃِ۔

(الجامع الصغیر)

ترجمہ:- مصیبت، بیماری اور خیرات کو چھپانا نیکی کے خزانوں میں سے ہے۔

(ف) مصائب میں صبر کا دامن چھوڑنے میں کوئی فائدہ نہیں۔ بندے کو چاہیئے کہ صبر کے ساتھ مصائب کا مقابلہ کرے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت میں لگا رہے اور اپنے گناہوں کی معافی اور عافیت مانگتا رہے

دوسروں کے سامنے مصیبتوں کا تذکرہ کرنے اور واویلا کرنے سے مصائب ٹل نہیں جاتیں بلکہ الٹا پریشانی میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

بیماری کی حالت میں بھی اگر بندہ ہمت اور صبر سے کام لے۔ اور اس حقیقت پر نظر رکھے کہ بیماری گناہوں کا کفارہ ہے اور صحت اور مرض دونوں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔ تو اسے سوائے معالج کے دوسروں کے سامنے مرض کا تذکرہ کرنے کی ضرورت محسوس نہ ہو گی۔

نفلی صدقات اور خیرات کو چھپا دینا بہتر ہے تاکہ ریا دخل انداز نہ ہو سکے۔

(۱۴)

معمولات بلا ناغہ کرتے رہو

حدیث:- اَحَبُّ الْاَعْمَالِ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی اَدْوَمُھَا اِنْ قَلَّ

(الجامع الصغیر)

ترجمہ:- اللہ تعالیٰ کو وہ عمل سب سے پیارا ہے جو اگرچہ تھوڑا ہو مگر ہمیشہ کیا جائے۔

(ف) بندے کو چاہیئے کہ فرائض کے علاوہ جو وہ مسنونہ نفلی عبادات یا مسنونہ ذکر اذکار شروع کرے۔ انہیں ہمیشہ کرتا رہے۔ اس میں برکت ہے ہمیشہ تھوڑا تھوڑا کرنے سے کام بہت ہو جاتا ہے۔ اور دل پر بھی لگاتار اثر قائم رہتا ہے۔ اور بندہ ان کا عادی بن جاتا ہے۔

(۱۵)

بیباک سچ کہنے والے بنو

حدیث:- اَحَبُّ الْجِھَادِ کَلِمَۃُ حَقٍّ تُقَالُ لِاِمَامٍ جَائِرٍ ؕ

(الجامع الصغیر)

ترجمہ:- بہتر جہاد یہ ہے کہ سچی بات ظالم حاکم کے منہ پر کہی جائے۔

(ف) منہ پر سچ کہنا اور وہ بھی برسر اقتدار شخصیت کے سامنے جو گرفت کرنے پر تلا ہوا ہو۔ بڑی ہمت کا کام ہے۔

احکام رمضان المبارک

مولانا محمد احمد صاحب تھانوی

روزہ کو توڑ دینے والی وہ چیزیں جن سے کفارہ واجب ہوتا ہے

مندرجہ ذیل چیزوں سے روزہ بھی ٹوٹ جاتا ہے اور قضا و کفارہ دونوں لازم آتے ہیں (۱) جان بوجھ کر قصداً کچھ کھا پی لینا (۲) فطری یا غیر فطری طور پر تعلقات خصوصی کا ارتکاب کرنا (۳) دوا یا نشہ پینا (۴) حقہ، بیڑی سگریٹ، نسوار وغیرہ کے قصداً استعمال کرنے سے (۵) اگر مرد عورت میں سے ایک مجنون اور ایک عقلمند ہو تو جماع سے عاقل پر کفارہ و قضا دونوں واجب ہیں (۶) اگر روزہ کی نیت کر لی ہو اور پھر سفر کا قصد کر لیا اس وجہ سے گھر پر ہی روزہ توڑ دیا تو اس پر بھی کفارہ و قضا دونوں واجب ہوں گے البتہ اگر سفر شروع کر کے بستی سے باہر نکلنے کے بعد سفر کی صعوبت و مشقت کی وجہ سے توڑ دیا تو کفارہ نہ ہو گا۔ صرف قضا ہو گی (۷) کفارہ صرف رمضان کے روزہ کا واجب ہوتا ہے اور کسی روزہ کے توڑنے سے کفارہ واجب نہیں ہوتا۔

روزہ کا کفارہ

اگر مندرجہ بالا وجوہ میں سے کسی وجہ سے روزہ ٹوٹ گیا تو روزہ کی قضا کے علاوہ کفارہ بھی واجب ہو گا۔ جس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

(۱) اگر میسر آئے تو ایک غلام آزاد کر دے (۲) اگر غلام خریدنے کی قدرت نہ ہو یا اس ملک میں غلام نہ ملتے ہوں تو ساٹھ روز کے مسلسل روزے رکھے درمیان میں ناغہ نہ کرے اگر ایک دن بھی ناغہ ہو گیا تو پھر از سر نو ۶۰ روزے رکھنا پڑیں گے (۳) یہ ۶۰ دن ایسے ہونے چاہئیں جن میں رمضان شریف، عید، بقرعید اور ایام تشریق نہ ہوں (۴) البتہ عورت کو حیض آ جائے یا بچہ پیدا ہونے کی وجہ سے نفاس کا خون آ جائے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے اس کا تسلسل باقی شمار کیا جائے گا (۵) اگر بیماری یا ضعف وغیرہ کی وجہ سے روزہ رکھنے کی طاقت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو دونوں وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلا دے (۶) یا صدقہ فطر کے مطابق ساٹھ آدمیوں کو غلہ یا نقد دے دے (۷) جن ساٹھ آدمیوں کو صبح کھلایا ہے۔ انہیں کو شام کو بھی کھلانا چاہیئے اگر کھانا کھانے والے بدل گئے تو کفارہ ادا نہ ہو گا (۸) ایک مسکین کو اگر ساٹھ روز تک دونوں وقت کھانا کھلا دیا یا ساٹھ روز تک مستقل نقد دیتا رہا تو بھی کفارہ ادا ہو جائے گا (۹) لیکن اگر ایک ہی مسکین کو ساٹھ روز کا غلہ یا نقد ایک ہی دن میں دے دیا تو پورا کفارہ ادا نہ ہو گا بلکہ وہ ایک دن کا شمار ہو گا (۱۰) اگر کسی شخص کے ذمہ کئی روزے توڑنے کے کفارے واجب تھے مگر اس نے ابھی تک کوئی کفارہ ادا نہیں کیا تو اس صورت میں فتویٰ یہ ہے کہ اگر روزے تعلقات خصوصی کی وجہ سے ٹوٹے ہیں اور ایک ہی رمضان میں ٹوٹے ہیں تب تو ان کفاروں میں تداخل ہو جائے گا (۱۱) اور اگر وہ علیحدہ علیحدہ رمضانوں کے روزے ہیں تو تداخل نہیں ہو گا ہر ایک روزہ کا کفارہ علیحدہ علیحدہ دینا پڑے گا۔ (۱۲) اور اگر جماع کے علاوہ کسی اور چیز کی وجہ سے کفارہ واجب ہوا ہے تو ان میں تداخل ہو سکتا ہے۔ ایک رمضان کے روزے ہوں خواہ کئی رمضان کے صرف ایک کفارہ سب کے لئے کافی ہو گا (۱۳) البتہ اگر پہلے کوئی کفارہ ادا کر چکا ہے تو پھر تداخل نہیں ہو گا اور پہلا ادا شدہ کفارہ دوسرے کے لئے کافی نہیں ہو سکتا۔

روزہ توڑنے والی وہ چیزیں جن سے صرف قضا واجب ہوتی ہے

مندرجہ ذیل چیزوں سے روزہ تو ٹوٹ جاتا ہے مگر صرف قضا واجب ہوتی ہے کفارہ واجب نہیں ہوتا۔

(۱) ناس لینا (۲) انیمہ لگوانا (۳) کان میں تیل ڈالنا (۴) لوہا، کنکر، لکڑی وغیرہ نگل جانا (۵) کلی کرتے وقت پانی کا حلق میں پہنچ جانا (۶) کان یا ناک میں دوا ڈلوانا (۷) قصداً منہ بھر کے قے کرنا (۸) بیوی کو چھیڑنے اور چھونے سے انزال ہو جانا (۹) لوبان یا عود وغیرہ کا دھواں قصداً ناک یا حلق میں پہنچانا (۱۰) بھول کر کچھ کھا پی لیا ہو پھر یہ سمجھ کر کہ اب تو روزہ ٹوٹ ہی گیا ہے قصداً کچھ کھا پی لینا (۱۱) رات سمجھ کر صبح صادق کے بعد کچھ کھا پی لینا۔ (۱۲) بادل وغیرہ کی وجہ سے روزہ افطار کر لیا گیا ہو اور بعد میں معلوم ہو کہ ابھی کچھ دن باقی ہے (۱۳) فطری اور غیر فطری طریق صحبت کے علاوہ اگر کسی طرح انزال منی کر دی گئی (۱۴) اگر روزہ دار عورت سے زبردستی جماع کیا گیا (۱۵) یا سونے کی حالت میں بے خبری میں (۱۶) یا اس کے جنون کی حالت میں جماع کیا گیا تو عورت پر کفارہ واجب نہ ہو گا۔

جن چیزوں سے روزہ نہ ٹوٹتا ہے نہ مکروہ ہوتا ہے

مندرجہ ذیل چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا نہ قضا واجب ہوتی ہے نہ کفارہ بلکہ مکروہ بھی نہیں ہوتا۔

(۱) بھول کر کچھ کھا پی لینا خواہ پیٹ بھر کر ہی کیوں نہ کھا لیا ہو (۲) آنکھوں میں سرمہ لگانا (۳) مسواک کرنا (۴) خوشبو سونگھنا (۵) تھوک یا سنک نگل جانا (۶) خود بخود قے ہو جانا خواہ کم ہو یا زیادہ (۷) ٹیکہ یا انجکشن لگوانا (۸) سر میں تیل لگانا (۹) آنکھوں میں دوا لگانا (۱۰) گرمی، پیاس کی وجہ سے غسل کرنا خواہ متعدد بار ہی کیوں نہ ہو (۱۱) بلا ارادہ خود بخود مکھی، گرد و غبار یا دھوئیں کا حلق میں چلے جانا (۱۲) کان میں پانی پہنچ جانا ارادۃً ہو یا بلا ارادہ (۱۳) سوتے میں احتلام ہو جانا (۱۴) دانتوں سے خون نکلنا بشرطیکہ حلق کے اندر نہ جانے پائے (۱۵) اگر احتلام یا صحبت کی وجہ سے غسل فرض ہو گیا تھا مگر صبح صادق کے بعد غسل کیا گیا۔

وہ چیزیں جن سے روزہ تو نہیں ٹوٹتا مگر مکروہ ہو جاتا ہے

مندرجہ ذیل اشیاء سے روزہ تو نہیں ٹوٹتا مگر مکروہ ہو جاتا ہے۔ اس لئے احتیاط لازمی ہے۔

(۱) بلا ضرورت کسی چیز کو چبانا (۲) نمک وغیرہ چکھ کر تھوک دینا (۳) باوجود غسل فرض ہونے کے تمام دن ناپاک رہنا (۴) کسی مریض کیلئے خون دینا یا فصد کھلوانا (۵) غیبت، جھوٹ، چغلخوری طعن و تشنیع کرنا (۶) گالی گلوچ کرنا آپس میں لڑنا جھگڑنا (۷) جھوٹی گواہی دینا یا جھوٹا مقدمہ

ہے۔ البتہ اگر ایک دن کو بھی رمضان میں ہوش وحواس ٹھیک ہو گئے تو پچھلے روزوں کی قضا ہوگی اور آئندہ روزہ رکھنا فرض ہوگا (۶) اگر کوئی شخص پورے رمضان بے ہوش رہے یا کچھ دن رہے۔ بہر حال اس پر تندرست ہو جانے کے بعد قضا واجب ہے (۷) نابالغ بچہ اگر روزہ توڑ دے تو اس پر نہ قضا واجب ہے نہ کفارہ

تراویح

(۱) رمضان شریف کے مہینے میں روزانہ نماز عشاء کے بعد بیس رکعت تراویح سنت مؤکدہ ہے (۲) بہتر یہ ہے کہ دو دو رکعت کی نیت باندھی جائے لیکن اگر چار کی نیت باندھ لیں تب بھی جائز ہے (۳) تراویح میں ایک قرآن پاک پڑھنا اور سننا بھی سنت ہے۔ اور ایک قرآن سے زائد مقتدیوں کے شوق اور رغبت کے مطابق پڑھا جا سکتا ہے، یہاں تک کہ اگر سب قرآن سننے کے شوقین ہوں تو روزانہ ایک قرآن بھی پڑھا جا سکتا ہے۔ اور اگر شوق نہ ہو یا قرآن پاک کی بے حرمتی کا خدشہ ہو تو مکروہ ہے (۴) نابالغ بچوں کو تراویح میں بھی امام بنانا جائز نہیں ہے (۵) تراویح میں ہر چار رکعت کے بعد اتنی دیر بیٹھنا جتنی دیر میں چار رکعتیں پڑھی ہیں مستحب ہے لیکن اگر مقتدیوں کی گرانی کی وجہ سے تخفیف کر دیں تو جائز ہے (۶) جو شخص بعد میں آکر شریک ہوا ہو وہ پہلے اپنے فرض ادا کرے اس کے بعد تراویح میں شرکت کرے (۷) اگر کسی غلطی کی وجہ سے عشاء کے فرض نہ ہوئے ہوں اور ان کا اعادہ کرنا پڑے تو ان کے بعد جس قدر تراویح پڑھی گئی ہیں، ان کا بھی اعادہ کرنا ہوگا۔ اس لئے کہ تراویح فرضوں کے تابع ہے، جب فرض ہی نہیں ہوئے تو ان فرضوں کے تابع ہے جب فرض ہی نہیں ہوئے تو ان فرضوں کے بعد والی تراویح بھی نہیں ہوئی۔ (۸) اگر کسی شخص کی کچھ تراویح چھوٹ جائیں تو وہ امام کے ساتھ وتر پڑھ لے اور تراویح بعد کو قضا کر دے (۹) سارے قرآن شریف میں کسی ایک سورت کے شروع میں بلند آواز سے بسم اللہ پڑھنا واجب ہے (۱۰) قرآن پاک کے ختم کے روز قل ھو اللہ کو تین مرتبہ پڑھنا ضروری نہیں ہے (۱۱) تراویح خود تو سنت مؤکدہ ہے مگر تراویح کی جماعت سنت علی الکفایہ ہے۔ اگر بعض لوگ جماعت سے پڑھ لیں اور باقی بغیر جماعت کے تو جائز ہے۔ مگر یہ لوگ مسجد کے ثواب سے محروم رہیں گے (۱۲) اگر کسی جگہ قرآن سنانے والا حافظ نہ مل سکے یا اجرت طلب کرے تو اَلَمْ تَرَ کَیْفَ سے تراویح پڑھ لیں مگر قرآن پر اجرت نہ دیں کہ ہمارے فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے محض بوجہ مجبوری صرف تعلیم پر اجرت کو جائز قرار دیا ہے۔ تلاوت پر جائز نہیں ہے لینا دینا دونوں گناہ ہیں (۱۳) تراویح میں اس قدر جلدی قرآن پاک پڑھنا کہ جس سے حروف کٹنے لگیں اور صاف صاف الفاظ سمجھ میں نہ آویں بڑا گناہ ہے۔ اس صورت میں نہ امام کو ثواب ملتا ہے نہ مقتدیوں کو۔

شبینہ

اگر رمضان شریف میں شبینہ کرنا ہو تو بہتر یہ ہے کہ قرآن پاک تراویح میں ختم کیا جائے اس لئے کہ نفلوں کی جماعت اور اس کے لئے عام بلاوہ حنفیہ کے لیے مکروہ ہے (۲) اگرچہ ایک شب میں بھی پورا قرآن پڑھنا جائز ہے۔ مگر کیونکہ اس میں ترتیل وتجوید کی رعایت نہیں ہو سکتی اس لئے تین روز میں ختم کرنا بہتر ہے (۳) شرکت کرنے والے نماز کے ساتھ شرکت کریں محض کھیل تماشا نہ بنائیں کہ حافظ صاحب تو قرآن پڑھ رہے ہیں اور لوگ چائے نوشی اور سگریٹ کشی میں مشغول ہیں اس طرح قرآن پاک کی توہین ہوتی ہے اور بجائے ثواب کے الٹا گناہ ہوتا ہے (۴) شبینہ کے لئے زور ڈال کر اور مجبور کر کے لوگوں سے چندہ وصول نہ کیا جائے (۵) محض تلاوت قرآن پاک اور سماع قرآن مقصود ہو۔ نام آوری اور فخر و مباہات پیش نظر نہ ہو (۶) شبینہ پڑھنے والے اجرت پر نہ بلائے گئے ہوں شبینہ کے وقت کوئی شور و شغب نہ ہو مسجد کا احترام پوری طرح ملحوظ رکھا جائے۔

اعتکاف

عشرہ اخیرہ میں اعتکاف سنت مؤکدہ علی الکفایہ ہے، جس کے لئے مندرجہ ذیل امور کا لحاظ رکھنا چاہیئے۔

۲۰ رمضان المبارک کو غروب آفتاب سے عید کا چاند نظر آنے تک ایسی ایسی مسجد میں قیام کرنا جہاں باجماعت نماز ہوتی ہو (۲) پیشاب، پاخانہ، غسل واجب اور وضو وغیرہ ایسی حاجات ضروریہ جو مسجد میں پوری نہ ہوں ان کے علاوہ اور کسی کام سے مسجد سے باہر نہ نکلے (۳) اعتکاف کے زمانہ میں خاموش رہنا بھی مکروہ ہے البتہ بیکار اور فضول باتوں سے پرہیز کرے (۴) اپنا وقت زیادہ تر نوافل، تلاوت اور ذکر و شغل میں گزارے (۵) اگر کسی مسجد میں جمعہ نہ ہوتا ہو تو نماز جمعہ کے لئے دوسری مسجد میں جا سکتا ہے۔ مگر صرف اتنا پہلے کہ سنتیں پڑھ کر خطبہ مسنونہ (عربی) سن سکے (۶) اگر جامع مسجد میں کچھ تاخیر بھی ہو جائے تو اعتکاف میں کوئی خرابی نہیں آتی (۷) غسل جمعہ یا گرمی کے غسل کے لئے معتکف کو مسجد سے باہر نکلنا جائز نہیں ہے (۸) اگر طبعی اور شرعی ضرورت کے علاوہ بھول کر یا جان کر ایک منٹ کے لئے بھی مسجد سے باہر نکل گیا تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا، جس کو قضا کرنا پڑے گا۔ (۹) رمضان شریف کے آخری عشرہ میں اعتکاف کرنا سنت مؤکدہ علی الکفایہ ہے اگر پوری بستی میں کوئی بھی اعتکاف نہ کرے تو سب گنہگار ہوں گے۔

شب قدر

رمضان شریف کے آخری عشرہ میں کوئی ایک رات شب قدر ہوتی ہے۔ اس لئے ان راتوں کو عبادت میں گزارنا چاہیئے تاکہ انعام خداوندی سے محروم نہ رہے۔ مندرجہ ذیل امور کا خیال رکھنا چاہیئے۔

(۱) ۲۱-۲۳-۲۵-۲۷-۲۹ ان طاق راتوں میں سے کوئی ایک رات شب قدر ہے۔

(۲) ابوداؤد شریف کی ایک حدیث سے مترشح ہوتا ہے کہ ستائیسویں شب میں شب قدر ہوتی ہے۔ اس لئے عام علماء کا خیال ہے کہ اس شب میں زیادہ احتمال ہے کم از کم اس رات کو تو عبادت الٰہی میں ضرور مشغول رہنا چاہیئے۔

(۳) شب قدر کے متعلق خداوند تعالیٰ کا اعلان ہے کہ یہ ایک رات ایک ہزار مہینوں سے افضل ہے اس لئے اس ایک رات کی عبادت دوسری تیس ہزار راتوں ۸۳ سال ۴ مہینہ) کی عبادت سے زیادہ ثواب رکھتی ہے۔

(۴) اگر پوری رات شب بیداری نہ کر سکے تو جس قدر بھی ہو سکے دریغ نہ کرے (۵) اس شب کو نفلیں، کلمہ شریف، درود شریف، تلاوت قرآن پاک، ذکر و تسبیح میں گزارنا چاہیئے، عبادت کی یہ گھڑی معلوم نہیں کہ اگلے سال بھی میسر آ سکے یا نہیں۔

لڑنا اور اس قسم کے تمام معاصی کے ارتکاب سے روزہ مکروہ ہوجاتا ہے (۸) قصداً منہ بھر سے کم قے کرنا اگر روک سکتا ہو اور پھر نہیں روکی اور قصداً قے کردی تو منہ بھر سے کم ہوگی تو فقط مکروہ ہے اور اگر منہ بھر کر یا اس سے زیادہ ہے تو روزہ ٹوٹ گیا، اس کی فقط قضا ہے۔ کفارہ نہیں اور اگر خود بخود قے ہوگئی تو مکروہ بھی نہیں ہوگا۔

وہ چیزیں جن کی وجہ سے روزہ کھولنے کی اجازت ہے

مندرجہ ذیل حالتوں میں روزہ کو توڑ دینا جائز ہے کسی قسم کا کوئی گناہ نہیں ہوتا۔

(۱) بچھو، سانپ یا کوئی زہریلا جانور اگر کاٹ لے (۲) حاملہ عورت کی حالت اگر خراب ہونے لگے (۳) دودھ پلانے والی عورت کو اپنی یا بچہ کی جان کا خطرہ ہوجائے (۴) یا کسی شخص پر ایسے مرض کا حملہ ہو جائے کہ بغیر روزہ کھولے جان بچنا مشکل ہو (۵) مسافر کی حالت اگر بگڑنے لگے تو وہ خود توڑ سکتا ہے (۶) اگر کسی مقیم شخص کی حالت بگڑنے لگے تو اسے کسی مسلمان ماہر ڈاکٹر یا حکیم سے مشورہ کے بعد کھولنا چاہئے اگر دیندار طبیب جان کا خطرہ بتلائے تو توڑ دے ورنہ نہ توڑے (۷) اگر کسی کو قتل کی دھمکی دے کر روزہ تڑوا دیا جائے اور اس کو واقعی جان کا خطرہ ہو تو روزہ توڑ سکتا ہے

وہ چیزیں جن کی وجہ سے روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے

مندرجہ ذیل امور کی وجہ سے روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے مگر قضا واجب ہوگی۔

شرعی مسافر جو کم از کم ۴۸ میل کی نیت کر کے گھر سے نکلا ہو۔ بستی سے نکلتے ہی مسافر شمار ہوجاتا ہے (۲) بیماری کی وجہ سے روزہ رکھنے کی طاقت نہ ہو (۳) یا مرض کے بڑھ جانے کا اندیشہ ہو (۴) جو عورت حاملہ ہو اور اس کو اپنی یا بچہ کی جان کا خوف ہو۔ (۵) جو عورت دودھ پلاتی ہو خواہ اپنے بچہ کو یا دوسرے کے بچہ کو اور روزہ کی وجہ سے دودھ نہ اترنے کا اندیشہ ہو اور بچہ کی ہلاکت یا کمزوری کا خوف ہو۔

ان مندرجہ بالا حضرات کے لئے بھی احترام رمضان ضروری ہے کھلم کھلا کھاتے پیتے نہ پھریں

روزہ کی قضا

اگر کسی عذر کی وجہ سے روزے چھوٹ گئے ہیں۔ تو مندرجہ ذیل طریق پر ان کی قضا ہو گی۔

(۱) جس عذر کی وجہ سے روزہ چھوڑ دیا گیا تھا جب وہ عذر ختم ہوجائے تو جلد از جلد روزوں کی قضا شروع کر دے (۲) قضا کرنے والے کو اختیار ہے چاہے ایک ایک کر کے یا دو دو کر کے قضا کرے چاہے پے درپے اکٹھے رکھ لے (۳) اگر مسافر گھر لوٹنے سے پہلے یا مریض تندرست ہونے سے پہلے ہی مرجائے تو ان فوت شدہ روزوں کا نہ کوئی گناہ ہے نہ کفارہ و قضا (۴) اور اگر تندرست ہونے کے بعد یا گھر واپس آجانے کے بعد دس پانچ روز ایسے میسر آگئے ہیں کہ جن میں کچھ روزے قضا کر پایا تھا کہ انتقال ہوگیا تو باقی معاف ہیں (۵) البتہ اگر وقت میسر آنے کے باوجود قضا کے روزے نہیں رکھے تو کل روزوں کا فدیہ دینے کی وصیت کر دینا واجب ہے (۶) اگر مرنے والا وصیت کر جائے تو اس کے مال سے فدیہ دلوایا جائے گا اور اگر وصیت نہ کی گئی ہو تو پھر بالغ ورثاء کو اختیار ہے اگر وہ چاہیں تو مردہ کی طرف سے فدیہ دے سکتے ہیں۔

روزہ کا فدیہ

مندرجہ ذیل صورتوں میں روزے کی بجائے فدیہ واجب ہوتا ہے۔

(۱) جو شخص اس قدر بوڑھا ہوگیا ہو کہ گرمی اسردی کسی وقت بھی روزہ نہ رکھ سکے اور مسلمان دیندار حکیم و ڈاکٹر اس کے لئے روزہ مضر اور مہلک تبلا دیں تو وہ شخص صدقہ فطر کے برابر ایک ایک روزہ کا فدیہ دے سکتا (۲) لیکن اگر کوئی شخص ایسے مہلک مرض میں مبتلا ہو کہ اسے جانبر ہونے کا یقین نہیں ہے تو وہ بھی ہر روزہ کے بدلے میں فدیہ دے سکتا ہے (۳) لیکن اگر یہ شخص کسی وقت چھوٹے سے چھوٹے دنوں میں بھی روزہ رکھنے کے قابل ہوگیا تو روزے قضا کرنا ضروری ہوں گے۔ اور فدیہ کا ثواب علیحدہ مل جائیگا

افطار

افطار کے وقت مندرجہ ذیل امور کا لحاظ و خیال رکھیں

(۱) غروب آفتاب کا یقین ہوجانے کے بعد فوراً افطار کر لینا چاہیئے (۲) البتہ اگر بادل آندھی یا گرد وغبار کی وجہ سے غروب ہونے میں شک ہو تو دو چار منٹ تاخیر کرنا مستحب ہے (۳) کھجور یا چھوہارے سے افطار کرنا مستحب ہے (۴) اگر کسی دوسری چیز سے افطار کر لیں تب بھی گناہ نہیں ہوتا (۵) افطار کے بعد یہ دعا پڑھنا مسنون ہے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ لَکَ صُمْتُ وَبِکَ
اٰمَنْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ

اور اگر یہ یاد نہ ہو تو اپنی مادری زبان میں ہی اللہ تعالےٰ کی اس توفیق اور ہمت عطا فرمانے پر شکریہ ادا کر دیا کریں

سحور

سحری کے لئے مندرجہ ذیل امور کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

(۱) روزہ سے پہلے آخر رات میں سحری کھانا مسنون ہے۔ اور اجر و ثواب کا باعث ہے (۲) نماز شب کے بعد جس وقت بھی سحری کھالی جائے، سحری کی سنت ادا ہو جاتی ہے مگر رات کے آخری حصہ میں کھانا افضل ہے (۳) سحری میں تاخیر کرنا مستحب ہے مگر اتنی نہ ہو کہ صبح صادق ہوجائے اور روزہ ہی جاتا رہے (۴) سحری سے فارغ ہو کر دل ہی دل میں روزہ کی نیت کر لینا کافی ہے (۵) لیکن اگر زبان سے بھی یہ دعا پڑھ لے تو بہتر ہے۔ وَبِصَوْمِ غَدٍ نَّوَیْتُ مِنْ شَھْرِ رَمَضَانَ

روزہ کے مختلف مسائل

(۱) رمضان کے دنوں میں قضا، کفارہ نذر اور نفل وغیرہ کی نیت کر کے اگر روزہ رکھا گیا تو وہ بھی رمضان ہی کا روزہ ہوگا۔ اور کسی قسم کا نہیں ہو سکتا (۲) اگر کوئی شخص دن بھر بھوکا پیاسا رہا مگر روزہ کی نیت نہیں کی تو اس کا روزہ نہیں ہوگا۔ (۳) اگر روزہ کی نیت کر لی گئی مگر ابھی صبح صادق نہیں ہوئی تو کھانے پینے میں کوئی ہرج نہیں ہے۔ وقت شروع ہونے سے پہلے نیت کر لینے سے کوئی چیز حرام نہیں ہوتی (۴) قضا اور کفارہ کے روزہ کی نیت رات ہی سے کرنا ضروری ہے اگر رات سے نیت نہ کی گئی تو یہ روزہ نفل ہو گا۔ قضا و کفارہ کا نہ ہوگا۔ (۵) اگر خدانخواستہ کوئی شخص سارے رمضان غشی میں رہے تو اس پر تندرستی کے بعد ان روزوں کی قضا نہیں

غلام حسین قلعہ گوجر سنگھ لاہور

ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ طریقت الٰہی کے بادشاہ تھے۔ درویش کامل تھے ریاضت اور کرامت میں بڑے پائے کے بزرگ تھے۔ توحید کے اسرار میں آپ کی نظر بڑی دور رس تھی۔ آپ توحید اور معرفت الٰہی کے سلطان اور فقرا فخری کی حجت تھے۔ پہلے پہل آپ کو مصر کے لوگ زندیق کہتے تھے۔ اور جب تک آپ زندہ رہے۔ سب آپ کے منکر رہے۔ اور آپ نے بھی اپنے آپ کو ایسا چھپایا کہ آخری دم تک کسی پر اپنا حال کھلنے نہ دیا۔ آپ کی توبہ کا سبب یہ ہوا کہ آپ سے لوگوں نے ذکر کیا کہ فلاں جگہ پر ایک عابد رہتا ہے۔ آپ نے اس کی زیارت کا قصد کیا۔ ان کو جاکر دیکھا کہ ایک درخت کے ساتھ لٹکے ہوئے ہیں۔ اور یہ کہہ رہے ہیں۔ کہ اے تن! تو حق تعالےٰ کی اطاعت میں میرے ساتھ موافقت کر ورنہ میں تجھ کو اسی طرح لٹکائے رکھوں گا تاکہ بھوک اور پیاس سے تو مرجائے۔ حضرت ذوالنون مصریؒ یہ دیکھ کر ایسے بے قرار ہوکر رونے لگے۔ کہ اس عابد نے آپ کے رونے کی آواز سن لی۔ اور کہا کہ یہ کون ہے جو رحم کھاتا ہے۔ ایسے شخص پر جس کو شرم بہت تھوڑی ہے۔ اور اس کے گناہ زیادہ ہیں۔ حضرت ذوالنون مصریؒ ان کے سامنے گئے اور سلام کہا اور پوچھا کہ یہ کیا حالت ہے۔ انہوں نے فرمایا یہ تن میرے ساتھ حق تعالےٰ کی طاعت میں میرا ساتھ نہیں دیتا اور مخلوق سے ملنا چاہتا ہے۔ یہ سن کر حضرت ذوالنون مصریؒ نے کہا کہ میں نے تو یہ خیال کیا تھا۔ کہ آپ نے کسی مسلمان کو مار ڈالا ہے۔ یا کوئی بڑا گناہ کیا ہے انہوں نے فرمایا کہ تو نہیں جانتا کہ مخلوق سے ملنا ہی ساری خرابیوں کی جڑ ہے۔ حضرت ذوالنون مصریؒ نے کہا کہ آپ تو بڑے زاہد ہیں۔ انہوں نے کہا کہ آپ مجھ سے بھی بڑا زاہد دیکھنا چاہتے ہیں۔ تو اس پہاڑ پر چڑھ جائیے۔ جب میں پہاڑ چڑھا تو دیکھا کہ ایک جوان اپنے عبادتخانے کے دروازے پر بیٹھا ہے۔ اس طرح سے کہ ایک پاؤں چوکھٹ کے اندر ہے۔ اور دوسرا کٹا ہوا باہر پڑا ہوا ہے۔ اور کیڑے اس کو کھا رہے ہیں۔ میں نے اس کو سامنے جاکر اس کو سلام کیا اور اس کا حال پوچھا تو اس نے کہا کہ میں ایک روز عبادت خانہ میں بیٹھا تھا کہ ایک عورت جو میرے سامنے سے گزری میرا دل اس پر مائل ہوگیا میں نے عبادت خانے سے قدم باہر رکھا ہی تھا۔ کہ ایک آواز آئی۔ کہ تجھے شرم نہیں آتی کہ تیس برس تک حق تعالےٰ کی عبادت اور طاعت کرنے کے بعد اب شیطان کی طاعت کرتا ہے یہ پاؤں جو میں نے خدا کی نافرمانی میں عبادت خانہ سے باہر نکالا تھا کاٹ ڈالا۔ اور یہاں بیٹھ گیا اب دیکھئے مجھے کیا سزا ملتی ہے آپ نے اس گنہگار کے پاس آنے کی کیوں تکلیف کی اگر آپ کا ارادہ مردان خدا میں سے کسی مرد کو دیکھنے کا ہو تو اس پہاڑ کی چوٹی پر چڑھئے۔ حضرت ذوالنون مصریؒ فرماتے ہیں کہ میں زیادہ اونچائی کے باعث اُس پہاڑ کی چوٹی پر نہ پہنچ سکا۔ میں نے اس عابد سے ہی اس خبر پوچھی تو اس نے کہا کہ مدت سے ایک مرد بزرگ اس پہاڑ کی چوٹی پر اپنے عبادت خانے میں عبادت کرتے رہتے ہیں ایک شخص۔ ان سے بحث کرنے لگا کہ روزی کسب سے حاصل ہوتی ہے۔ انہوں نے عہد کرلیا کہ میں ہرگز ایسی چیز کہ جس میں مخلوقات کی کسب و تحصیل ہوگی نہ کھاؤں گا چند روز تک انہوں نے کچھ نہ کھایا حق تعالےٰ نے شہد کی مکھیوں کو بھیجا اور ان کے گرد اُڑنا شروع کر دیا۔ اور شہد دینا شروع کر دیا حضرت ذوالنون مصریؒ فرماتے ہیں کہ ان باتوں سے مجھے یقین ہوگیا۔ کہ جو خدا پر توکل کرتا ہے خدا اُس کے کاموں کے خود سرانجام دیتا ہے۔ اور اس کی کوشش و محنت کو برباد نہیں کرتا۔

حضرت ذوالنون مصریؒ پہاڑ سے اتر آئے واپسی پر ایک چھوٹا سا اندھا پرندہ دیکھا جو ایک درخت پر بیٹھا تھا۔ ان کے دل میں خیال آیا کہ یہ بچارا اندھا پرندہ دانہ کہاں سے کھاتا ہوگا۔ اور پانی کہاں سے پیتا ہوگا وہ یہ سوچ ہی رہے تھے۔ کہ وہ پرندہ دفعتًہ درخت سے نیچے اترا اور اس نے اپنی چونچ سے زمین کو کھودا ایک سونے کی پیالی جو تلوں سے پُر تھی اور ایک چاندی کی پیالی جو گلاب سے بھری ہوئی تھی ظاہر ہوئیں اُس نے پیٹ بھر کر کھایا اور پانی پی کر اُڑ کر درخت پر جا بیٹھا۔ اور پیالیاں گم ہوگئیں۔ حضرت ذوالنون مصریؒ یہ دیکھ کر بالکل بے خود ہوگئے اور آپ کو توکل پر کامل بھروسہ ہوگیا۔

ایک دن اپنے ایک نہر کے کنارے پر بیٹھ کر وضو کر رہے تھے۔ جس کے دوسرے کنارے پر ایک محل تھا۔ ناگاہ آپ کی نظر محل کے چھت پر پڑی جہاں ایک صاحب جمال لونڈی کھڑی تھی۔ میں نے چاہا کہ اُسے آزماؤں میں نے اس سے کہا کہ کوئی بات کہو اس نے کہا اے ذوالنونؒ! جب آپ دور سے دکھائی دئیے تو میں نے اپنے دل میں کہا کہ شائد کوئی دیوانہ ہے اور جب نزدیک آئے تو میں نے خیال کیا کہ یہ عالم ہیں اور جب اور بھی نزدیک آئے تو میں نے جانا کہ یہ عارف ہیں۔ لیکن اس وقت جو میں بغور خیال کرتی ہوں تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ نہ تو آپ دیوانہ ہیں نہ عالم اور نہ عارف ہیں۔ میں نے پوچھا یہ کیونکر ہے۔ تو اس نے کہا کہ اگر آپ دیوانے ہوتے تو وضو نہ کرتے اور عالم ہوتے تو نامحرم کی طرف نظر اُٹھا کر نہ دیکھتے۔ اور عارف ہوتے تو اپنی آنکھ خدا کے سوا کسی پر نہ کھولتے یہ کہہ کر وہ غائب ہوگئی۔ حضرت ذوالنون مصریؒ فرماتے ہیں۔ کہ میں سمجھ گیا کہ یہ لڑکی نہ تھی۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تنبیہ تھی۔

حضرت ذوالنون مصری کو ایک دفعہ سفر میں ایک ضعیفہ مل گئی جس نے آپ سے پوچھا بیٹا! تم کون ہو؟

آپ نے جواب دیا کہ میں مسافر ہوں ضعیفہ نے آپ کی طرف حیرت سے دیکھتے ہوئے کہا کہ عجب بات ہے۔ کہ اس دنیا میں ایسے لوگ بھی بستے ہیں جو خدا کے ساتھ ہونے کے باوجود خود کو تنہا سمجھتے ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالےٰ ہر آن اور ہر لحظہ انسان کے ساتھ ہوتا ہے۔ سفر میں ہو یا حضر

میں اس کی پناہ میں آجانے والا خود کو مسافرت کی تنہائی کے احساس میں مبتلا رکھے؟ الامان والحفیظ!

ذوالنون مصریؒ ضعیفہ کے الفاظ سن کر بیتاب ہوگئے اور ان کی آنکھوں میں آنسو جھلملانے لگے۔ ضعیفہ نے پوچھا کہ میری بات سمجھ میں آگئی ہے۔ تم روتے کیوں ہو؟ ذوالنون مصریؒ نے فرمایا کہ کیا سمجھنے کے بعد رویا نہیں جاتا ضعیفہ بولی سمجھنے کے بعد خاموشی ہوتی ہے اور ولولہ انگیز جذبات آنسوؤں کے ذریعہ رازداری نہیں رکھ سکتے آنسو تو پردہ در ہوتے ہیں۔ اور پھر آنسوؤں کے ذریعہ زخمی دلوں کو تسکین ملا کرتی ہے۔ محبت کا کمال تسکین کی طلب میں نہیں تسکین محبت کی موت ہے۔ محبت زخم کھا کر جوان ہوتی ہے۔ اور تازہ زخموں کی آرزومند رہتی ہے۔

ایک دفعہ ذوالنون مصریؒ بیمار ہوگئے۔ ایک شخص اُن کی بیمار پرسی کے لئے آیا۔ اور کہنے لگا۔ کہ دوست کا درد پسندیدہ ہوتا ہے آپ بہت خفا ہوئے اور فرمایا اگر تو اس کو جانتا تو اس آسانی سے اس کا نام نہ لیتا۔

ایک دفعہ آپ کو ایسے جنگل میں جانے کا اتفاق ہوا جو برف سے پُر تھا۔ آپ نے ایک آتش پرست کو دیکھا کہ دامن سر پر ڈالے چینا بکھیر رہا ہے۔ آپ نے پوچھا۔ اے آتش پرست! یہ کیا کر رہا ہے۔ اُس نے جواب دیا آج پرندوں کو دانہ میسر نہیں آیا کیونکہ سارا جنگل برف سے ڈھکا ہوا ہے۔ شاید مجھے اس کا ثمرہ مل جائے۔ اور حق تعالےٰ مجھ پر رحم کر دے حضرت ذوالنون مصریؒ نے فرمایا کہ بیگانے کا دانہ وہاں پسند نہیں آتا اس نے کہا۔ کہ اگر پسند نہ بھی کریں تو جو کچھ میں کر رہا ہوں دیکھ تو رہے ہیں آپ نے فرمایا ہاں دیکھتے تو ہیں۔ اس نے کہا میرے لئے یہی کافی ہے

حضرت ذوالنون مصریؒ فرماتے ہیں۔ کہ میں حج کو گیا تو کیا دیکھتا ہوں۔ کہ وہ آتش پرست عاشقوں کی طرح طواف میں مشغول ہے۔ مجھے دیکھ کر کہنے لگا یا ابا الفیض! آپ نے دیکھ لیا کہ اس نے میرے عمل کو دیکھا اور پسند کیا اور وہ بیج جو میں نے بوئے تھے بار آور ہوئے اور ان کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنا آشنا بنایا اور اپنی معرفت عطا فرمائی اور یہاں تک کرم کیا کہ مجھے ہی گھر میں بلا لیا حضرت ذوالنون مصریؒ فرماتے ہیں۔ کہ مجھ کو جوش آگیا۔ اور میں نے کہا خدایا! مٹھی بھر چینا کے عوض میں اپنے ایسے گھر کو جس نے چالیس برس تک آگ کی پرستش کی اپنی بارگاہ میں بلا لیا آپ تو بڑے ہی ارزاں فروش ہیں۔ ایک ہاتف نے آواز دی کہ حق تعالیٰ جس کو بلانا چاہتا ہے۔ کسی وجہ کی بنا پر نہیں بلاتا اور جس کو اپنی درگاہ سے ہانک دیتا ہے۔ وہ بھی کسی وجہ سے نہیں ہوتا۔ اے ذوالنون! تو ان باتوں میں دخل نہ دے۔ کیونکہ وہ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ ہے۔ وہ جو چاہتا ہے۔ کرتا ہے۔ تیری عقل میں آئے یا نہ آئے۔

آپ کا ارشاد ہے۔ کہ حکمت اور معرفت اس معدے میں قرار نہیں پکڑ سکتی۔ جو کھانے سے پُر ہو اور فرمایا استغفار کرنا اور گناہوں سے باز نہ رہنا یہ جھوٹوں کی توبہ ہے، اور فرمایا بہت خوشحال ہے۔ وہ شخص جس کے دل کا لباس پرہیزگاری ہو۔ جسم کی تندرستی کم کھانے میں اور روح کی تندرستی گناہ کم کرنے میں ہے۔ اور فرمایا جب تک زندہ رہو ایسے مردانِ خدا کی صحبت میں رہو۔ جن کے دل پرہیزگاری سے زندہ ہیں اور ایسے شخص سے دوستی رکھ جو تیرے ناراض ہونے سے بھی ناراض نہ ہو۔ نیک دوست وہ ہے۔ کہ اپنے آنکھ کان کو خواہشات بد سے باز رکھے۔ اگر تو لوگوں کی محبت کی آرزو رکھے گا۔ تو تجھے خدا کے ساتھ کبھی بھی محبت نہیں ہوسکتی۔ آپ نے لوگوں سے دریافت کیا کہ عارف کون ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا ایسا شخص جو مخلوق میں رہتا ہے۔ اور پھر ان سے جدا رہتا ہے۔

ذوالنون مصریؒ جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو عرض کرتے۔

خدایا! کون سے پاؤں سے تیرے دربار میں حاضری دوں۔

کون سی زبان سے تیرا راز بیان کروں۔
کون سی آنکھوں سے تیرا قبلہ دیکھوں۔
کونسی زبان سے تیرا نام لوں۔

اے خدا! بے بضاعتی و بے سرمائیگی سرمایہ ہے جو لے کر تیرے دربار میں حاضر ہوا ہوں۔

آپ ایک دفعہ سفر پر جا رہے تھے۔ کسی نے آپ سے نصیحت کی درخواست کی تو آپ نے فرمایا:۔

اگر مددگار چاہتے ہو تو خدا کافی ہے
اگر ساتھی چاہتے ہو۔ تو کراماً کاتبین کافی ہیں۔
اگر عبرت چاہتے ہو تو دنیا کافی ہے
اگر مونس چاہتے ہو تو قرآن کافی ہے
اگر کام کی ضرورت ہے تو عبادت الہٰی بڑا کام ہے اور کافی ہے۔
اگر واعظ چاہتے ہو تو موت کافی ہے
اگر یہ ناپسند ہے۔ تو پھر دوزخ کافی ہے

نقل ہے۔ کہ مرض موت میں لوگوں نے آپ سے پوچھا کہ کیا آرزو ہے۔ آپ نے فرمایا کہ آرزو یہ ہے۔ کہ مرنے سے اس کو جان لوں اگرچہ ایک لحظہ کے لئے ہو پھر آپ نے ایک شعر پڑھا۔ جس کا ترجمہ یہ ہے۔ کہ خوف نے مجھے بیمار کر دیا اور شوق نے مجھے جلا دیا محبت نے مجھ کو مارا اور حق تعالیٰ نے مجھ کو زندہ کیا۔ اس کے بعد ایک روز بے ہوش رہے۔ جب ہوش میں آئے تو یوسف حسینؒ نے ان سے کہا کہ آپ مجھے کچھ وصیت کیجئے۔ آپ نے فرمایا مجھے باتوں میں مت لگاؤ کیوں کہ میں اللہ تعالےٰ کے احسانات کی حیرت میں ہوں پھر وفات اسی رات کو ستر بزرگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور انہوں نے فرمایا کہ ہم ذوالنونؒ کے استقبال کیلئے آئے ہیں۔ جب آپ کا جنازہ اٹھایا گیا تو دھوپ بڑی تیز تھی۔ پرندے آئے۔ اور انہوں نے ایک دوسرے سے اپنے پر جوڑ کر اپنے پروں کے سائے میں آپ کے جنازہ کو قبرستان تک پہنچایا۔

بقیہ تہذیب الاخلاق

ہمارے اسلاف کی مبارک زندگیوں میں منہ پر سچ بولنے کے واقعات ہماری رہنمائی کے لئے موجود ہیں۔ مثلاً ایک دفعہ حجاج خطبہ دے رہا تھا۔ اس میں اس نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ پر یہ اتہام لگایا کہ انہوں نے نعوذ باللہ کلام اللہ میں تحریف کی ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اس کی تردید کی، اور فرمایا کہ تو جھوٹ بولتا ہے۔ نہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ میں اتنی طاقت ہے، نہ تجھ میں یہ مجال ہے، مجمع عام کے سامنے ان کی یہ ڈانٹ اس کو بہت ناگوار معلوم ہوئی۔

(مہاجرین حصہ دوم)

وضو کی دُعائیں

اور محدثین احناف کرام کے افادات (قسط ۲)

(از حضرت سید محمد علی صاحب حسینی رحمانی دامت برکاتہم)

حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رح فتح الملہم شرح صحیح مسلم جلد اوّل صہ ۳۹۵ پر افادہ فرماتے ہیں کہ

۱:- امام طیبی نے فرمایا ہے کہ بعد وضو شہادتین پڑھنا عمل کے خالصًا للّٰہ ہونے کی طرف اشارہ ہے - اور اس امر کی طرف بھی کہ حدث و خبث سے طہارت اعضاء کے بعد شرک و ریا سے بھی قلب طاہر ہے -

۲:- امام نووی رح نے فرمایا ہے کہ کلمتین شہادت کا بعد وضوء پڑھنا یہ تو متفق علیہ امر ہے - لیکن مناسب اس کے ساتھ بھی ہے کہ جیسا کہ امام ترمذی رح کی روایت سے ثابت ہے کہ اللھم اجعلنی من التوابین و جعلنی من المتطہرین بھی شامل کریں اور اس کو بھی پڑھیں -

۳:- اور کتاب عمل الیوم و اللیلۃ لابن سنی رح میں نسائی کی مرفوع روایت کے مطابق (سبحانک اللھم وبحمدک اشھد ان لا الٰہ الا انت استغفرک و اتوب الیک بھی اضافہ کرلیں -

۴:- علامہ عثمانی رح فرماتے ہیں کہ ہمارے اصحاب حنفیہ نے غسل کرنے والوں کے لئے بھی یہی اذکار اور دعائیں مستحب قرار دی ہیں - اس غسل کرتے وقت بھی ان کو پڑھنا بہتر ہے -

اسی تتبع میں بندہ عاجز کہتا ہے کہ تیمم میں بھی کہ یہ شریعت میں وضوء اور غسل کے مقام بنایا گیا ہے - ان دعاؤں کو پڑھنا بہتر ہے - واللّٰہ اعلم - اگرچہ تیمم کے لئے صرف پاکی کا قصد اور پاکی کی نیت کرنا (چاہے تیمم وضوء کے لئے ہو اور چاہے غسل کے لئے ہو) کافی ہے اور کوئی خاص دُعا تیمم کے وقت پڑھنے کی میری نظر سے نہیں گزری -

۵:- حضرت مولانا عثمانی رح نے یہ بھی افادہ فرمایا ہے کہ بعد وضوء کے ذکر کے مستحب اور دُعا کے مستحسن ہونے کے بارے میں صحیح مسلم کی حدیث احسن الطرق ہے - یہ حدیث مرفوع ہے اور اس طرح پر ہے - جس کو خود صاحب واقعہ حضرت عقبہ بن عامر الجہنی رض صحابی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم بیان کرتے ہیں کہ ہماری جماعت میں اونٹ چرانے کی باری مقرر تھی (جن رفقاء کے ساتھ حضرت عقبہ بن عامر رض حضور صلی اللّٰہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے - وہ بارہ سوار تھے - اور ان میں آپس میں کام کاج کرنے پر نوبت اور باری بندھی ہوئی تھی -) (بذل عن اوسط طبرانی)

جس دن میری باری آئی تو میں نے دن کے آخری حصہ میں اونٹوں کو چرا کر ان کے مقام پر پہنچا دیا - اور اس کام سے فارغ ہو کر حضور صلی اللّٰہ علیہ وسلم کی مجلس مبارک میں حاضر ہوا - میں نے پایا کہ آنحضرت صلی اللّٰہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے ارشاد فرما رہے ہیں اور صحابہ رض حاضرین کو کچھ ہدایت فرما رہے ہیں - جب میں مجلس مبارک میں پہنچا ، اس وقت میں نے حضور صلی اللّٰہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا :

(ما من مسلم یتوضاء فیحسن وضوءہٗ ثم یقوم فیصلی رکعتین مقبل علیھما بقلبہ و وجھہ الا وجبت لہ الجنۃ) -

یعنی نہیں کوئی مسلمان جو کہ وضوء کرے اور اچھی طرح وضوء کرے - (یعنی اس کے فرائض و سنن اور آداب کو خوب ادا کرے) پھر (اگر بے عذر ہو تو) کھڑا ہو (اور معذور کے لیے بیٹھ کر بھی یہی حکم ہے) پھر نماز پڑھے (تحیۃ الوضوء) دو رکعت (اپنے دل ، روح اور اعضاء ظاہری کے ساتھ) اپنے باطن و ظاہر کو حق تعالیٰ کی طرف کامل طور پر متوجہ کرے - مگر یہ کہ واجب ہوتی ہے اس کے لیے جنت (کہ اللّٰہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس کو بہشت میں داخل فرمائے گا) -

عقبہ رض کہتے ہیں کہ میں نے یہ سُن کر کہا :

ما اجود ھٰذا ؟

یعنی اپنی قلبی بشاشت و سرور اور اظہار طمانیت کے لیے یہ کہا کہ کیا اچھی بات بیان فرمائی ہے - یا کتنی فائدہ کی بات ہے - یا کیسی اچھی بشارت یا کس قدر عبادت کی بات ہے -

(مطلب یہ ہے کہ حضور علیہ السّلام کے اس ارشاد عالی کی عمدگی اور خوبی کی مختلف وجہیں اور متعدد شکلیں ہیں - کہ ایک ان میں سے یہ بھی ہے کہ ہر شخص کے لیے اس میں آسانی اور سہولت ہے - بلامشقت ہر آدمی اس کو کر سکتا ہے اور اس کا بدلہ اور ثواب اللّٰہ پاک کے ہاں بہت بڑا ہے -)

میں نے یہ کہا ہی تھا کہ فوراً ایک کہنے والے کی میرے سامنے سے آواز آئی کہ

التی قبلھا اجود -

یعنی اس سے پہلے جو حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے جس کو تم نے نہیں سُنا وہ اس ارشاد ثانی سے جو تم نے سُنا ہے بہت ہی عمدہ ہے -

عقبہ رض کہتے ہیں کہ اس وقت تک میں نے لوگوں کو پہچان کی غرض سے نہیں دیکھا تھا بس جا کر شریک ہو گیا تھا - اس آواز کے سننے کے بعد میں نے غور کی نظر کی کہ معلوم کروں یہ کہنے والا کون ہے - دیکھتا کیا ہوں کہ حضرت عمر رض ہیں - حضرت عمر رض مجھ سے کہنے لگے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ ابھی آئے ہیں اور پھر بتلایا کہ آپ کے آنے سے قبل حضور علیہ السلام ارشاد فرما چکے ہیں :

ما منکم من احد یتوضاء فیبلغ او فیسبغ الوضوء ثم یقول (اشھد ان لا الٰہ الّا اللّٰہ و ان محمداً عبدہٗ و رسولہٗ) الا فتحت لہ ابواب الجنۃ الثمانیۃ یدخل من ایّھا شاءَ -

یعنی فرمایا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے کہ جو کوئی وضوء کرے اور یہ دُعا پڑھے جو اوپر مذکور ہے اس کے

لیے بہشت کے آٹھوں دروازے کھل جاتے ہیں جس میں سے ہو کر چاہے بہشت میں داخل ہو جائے۔

(یہ اختیار و عمومیت متوضی کے مزید شرف کے اظہار کے لیے ہے گویا اس میں اللہ تعالیٰ کی رحمت واسعہ اور قدرت شاملہ کا نمونہ ہے۔ ورنہ داخل ہونا تو ایک خاص ہی دروازہ سے ہوتا ہے یہ بالکل ایسا ہی ہے جیسا کہ صائم کے لیے بھی یہی بشارت اور تعمیم و تخییر ہے۔ مگر روزہ دار کا داخلہ تو صرف ایک ہی دروازہ باب ریان سے ہو گا جو کہ خاص اس عمل کرنے والے کے لیے مخصوص ہے۔

اور انہی حضرت عقبہؓ کی روایت میں جو حضرت عمرؓ سے نقل کر رہے ہیں، (اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ) کے بعد (وحدہٗ لا شریک لہٗ) اور (ان محمدًا عبدہٗ و رسولہٗ) سے پہلے اشہد کا صیغہ بھی منقول ہے۔

اور سنن ابوداؤد ص۲۳ میں ان ہی حضرت عقبہؓ سے یہ بھی منقول ہے کہ متوضی اچھی طرح وضوء کر کے (یعنی سنن و آداب کے ساتھ) اور پھر (ثم رفع نظرہ الی السماء) یعنی آسمان کی طرف اپنی نگاہ اُٹھائے۔ آسمان کی طرف نگاہ اٹھا کر شہادتین پڑھے۔ (اس کا مطلب فخر المحدثین حضرت مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی دامت برکاتہم نے یہ لکھا ہے کہ متوضی وضوء سے فارغ ہو کر خدا کے حضور شہادتِ توحید و رسالت کی تجدید کرنے کے لیے حق تعالیٰ کے علو کی بنا پر نظر آسمان کی طرف اُٹھا کر تجدید کرے۔ واللہ اعلم)۔

جمع الفوائد ج۱ ص ۳۴۔۳۵ پر بھی مسلم، ابوداؤد، نسائی اور ترمذی سے حضرت عقبہؓ کی یہی روایت منقول ہے۔

(۶) وضوء کے وقت کی جو دُعائیں اور اذکار احادیث میں وارد و منقول ہیں وہ سب صحیح ہیں۔ مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، احمد، ابن سنی، علی قاری، ابن جزری، عینی، طبرانی، نووی وغیرہم ائمہ روایت و حدیث نے اپنے اپنے اصول و قواعد صحت و حدیث کے مطابق ان کو اپنی کتابوں میں درج کیا ہے۔

بخاری شریف سے
تسمیہ عند الوضوء کا ثبوت

امام بخاری رحمۃ اللہ نے بھی وضوء میں ذکر اللہ، بسم اللہ، الحمد للہ پڑھنے کا اثبات کیا ہے مگر کوئی خاص حدیث مرفوع یا موقوف، مسنداً یا تعلیقاً بیان نہیں کی۔ بخاری شریف میں اگرچہ تمام حدیثیں صحیح ہیں مگر مجموعاً تمام ہی صحیح احادیث کو امام بخاریؒ نے اپنی اس کتاب میں درج نہیں کیا۔ کیونکہ ادعیہ و اذکار وضوء کی یہ خاص حدیثیں امام بخاریؒ کے معیار صحت و اصول و قواعدِ صحت حدیث کے مُطابق نہ تھیں، اسلیے بلفظہٖ ان میں کی کوئی حدیث ذکر نہیں کی۔ البتہ اپنے ایک اصولی (فقہ البخاری فی تراجمہ) کے مطابق وضوء میں ذکر اللہ اور تسمیہ و تحمید کا ذکر کیا ہے۔ چنانچہ مولانا شاہ ولی اللہؒ محدّث دہلوی نے شرح تراجم ص ۲۱ پر اس کی تصریح فرمائی ہے۔ فرماتے ہیں کہ "وضوء سے قبل تسمیہ کے متعلق حضور علیہ السّلام کا یہ فرمانا کہ جس نے وضوء کرتے وقت اللہ کا نام نہ لیا اس کا وضوء نہیں۔ یہ امام بخاریؒ کی شرط کے مطابق نہیں تھا۔ کیونکہ اس کے راویوں میں سے بعض راوی مستورۃ الحال ہیں۔ لہذا امام بخاری نے وضوء کے وقت بسم اللہ پڑھنا اس حدیث سے ثابت کیا ہے جس میں حضور علیہ السلام کے فرمان میں عندالوقاع (مباشرت) کے وقت تسمیہ کا استحباب ثابت ہوتا ہے جب کہ یہ حالت ذکر اللہ سے البعد حالات میں سے ہے تو وضوء میں بسم اللہ پڑھنا تو بطریق اولیٰ ثابت ہو گا۔

امام بخاریؒ نے (باب التسمیہ علی کل حال و عندالوقاع)، کا عنوان قائم کر کے حضرت ابن عباسؓ کی روایت بیان کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی اپنی بیوی سے ہم بستری کرتے وقت یہ دعا پڑھے گا (اللّٰھم جنبنا الشیطان وجنب الشیطان ما رزقتنا، یعنی اے اللہ ہمیں شیطان سے بچا اور جو اولاد ہمیں بخشے گا اس کو بھی)، تو اس پڑھنے والے کی شیطان سے حفاظت ہو گی۔

اس پر ایک شبہ یہ ہوتا ہے کہ برہنگی کی حالت اور بدن کے جتنے حصہ کا چھپانا فرض ہے، اس کے کھولنے اور ننگا کرنے کے وقت اور استنجہ و بول و براز اور مجامعت وغیرہ کے وقت ذکر اللہ اور تسمیہ و تحمید وغیرہ بحکم حدیث ضروری ہے حالانکہ حالت برہنگی میں کلام حرام ہے۔

اس کا جواب مولانا شاہ رفیع الدین محدث دہلویؒ کے رسالہ جوابات سوالات اثنا عشر سے ترجمہ کر کے ہدیۂ ناظرین ہے (یہ رسالہ مجموعہ رسائل شاہ رفیع الدین، مطبوعہ اشرف پریس لاہور، میں درج ہے جس کو مولانا عبدالحمید السواتی نے ادارۂ نشر و اشاعت مدرسہ نصرت العلوم گوجرانوالہ سے تصحیح و تحشیہ کے ساتھ شائع کیا ہے)۔

شاہ صاحب فرماتے ہیں :

سوال : حالت برہنگی میں کلام حرام ہے اور جس وقت خاوند اور بیوی ہم بستری کے لیے ایک جگہ اکٹھے ہوتے ہیں تو ان کو ذکر اللہ کرنے کے لیے ضروری طور پر حکم دیا گیا ہے اور کہا گیا ہے حالانکہ ان دونوں باتوں میں منافات ہے۔

جواب : برہنگی کی حالت میں کلام حرام نہیں۔ بلکہ مکروہ ہے (بکراہت تنزیہی) اور یہ کراہیت بھی میاں بیوی کے آپس میں ایک دوسرے سے ہم کلام ہونے اور بات چیت کرنے میں ہے۔ بوقت مجامعت فقط زبان سے کسی کلمہ و کلام کے تلفظ کرنے میں نہیں اور نہ ذکر اللہ کرنے میں۔ اور ذکر اللہ جس میں بسم اللہ الحمد للہ وغیرہ دُعا و ذکر سب داخل ہیں۔ گندہ اور پلید مقام اور نجاست کے موقعوں پر منع ہے۔ شغل جماع اور حالت مجامعت میں نہیں۔ اور باوجود اس عدم ممانعت کے علماء نے لکھا ہے کہ بیت الخلاء جانے (بول و براز کے وقت) اور جماع (ہم بستری کے وقت) کشف عورت کرنے پردہ اور ستر کھولنے اور ناپاک جگہ بیٹھنے سے پہلے ذکر اللہ کرنا مسنون و مستحب ہے۔ لہذا دونوں امور میں کوئی منافات نہ رہی۔

واللہ اعلم
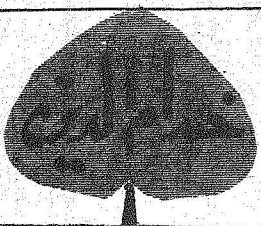
آپ کا اپنا پرچہ ہے۔
اس کی اشاعت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیجیے

کمال الدین مدرس
لاہور کارپوریشن

سلف صالحین کی خشیۃ کا حال

یحیٰی بن بسطام کہتے ہیں کہ ہم حضرت شعوانہ کی مجلس میں حاضر ہوتے اور اُن کے رونے چلانے کو سنتے۔ میں نے اپنے ایک ساتھی سے کہا کہ کسی وقت تنہائی میں ان کے پاس جا کر سمجھائیں کہ اس رونے میں کچھ کمی کر دیں۔ میرے ساتھی نے کہا کہ اچھا جیسے تمہاری رائے ہو۔ ہم ان کے پاس تنہائی میں گئے اور ان سے جا کر کہا کہ اگر تم اس رونے کو کم کر دو اور اپنی جان پر ترس کھاؤ تو یہ زیادہ بہتر ہے۔ کہ بدن میں کچھ طاقت رہے گی۔ دیر تک اس سے کام لے سکو گی۔ وہ یہ سُن کر رونے لگیں اور کہنے لگیں کہ میری تو یہ تمنا ہے۔ کہ میں اتنا روؤں کہ آنکھوں میں آنسو نہ رہیں۔ پھر خون کے آنسوؤں سے رونا شروع کر دوں۔ یہاں تک کہ میرے بدن کا سارا خون آنکھوں سے نکلے۔ ایک بھی قطرہ خون کا نہ رہے اور کہنے لگیں کہ مجھے رونا کہاں آتا ہے۔ مجھے رونا کہاں آتا ہے۔ بار بار یہی کہتی رہیں کہ مجھے رونا کہاں آتا ہے۔ یہاں تک کہ بیہوش ہوگئیں۔

محمد بن معاذ کہتے ہیں کہ مجھ سے ایک عبادت گذار عورت نے بیان کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں جنت میں داخل ہونے کو جا رہی ہوں۔ وہاں دیکھا کہ سارے آدمی جنت کے دروازے پر کھڑے ہیں۔ میں نے پوچھا یہ کیا بات ہے۔ یہ سب کے سب دروازہ پر کیوں جمع ہو گئے۔ کسی نے بتایا کہ ایک عورت آ رہی ہے جس کے آنے کی وجہ سے جنت کو سجایا گیا ہے۔ یہ سب اس کے استقبال کے واسطے باہر آگئے ہیں۔ میں نے پوچھا۔ وہ عورت کون ہیں۔ کہنے لگے کہ ایلہ کی رہنے والی ایک سیاہ باندی ہیں جن کا نام شعوانہ ہے۔ میں نے کہا خدا کی قسم وہ تو میری بہن ہے۔ اتنے میں دیکھا کہ شعوانہ ایک نہایت عمدہ خوشنما اصیل اونٹنی پر بیٹھی ہوا میں اُڑی آ رہی ہیں۔ میں نے ان کو آواز دی کہ میری بہن تمہیں اپنا اور میرا تعلق معلوم ہے۔ اپنے رب سے دعا کر دو کہ مجھے بھی تمہارے ساتھ کر دے۔ وہ یہ سن کر ہنسیں اور کہنے لگیں۔ ابھی تمہارے آنے کا وقت نہیں آیا۔ لیکن میری دو باتیں یاد رکھنا (آخرت کے) غم کو اپنے ساتھ چمٹا لو۔ اور اللہ تعالیٰ کی محبت کو اپنی ہر خواہش پر غالب کر دو اور اس کی پرواہ نہ کرو کہ موت کب آئے گی۔ یعنی ہر وقت اس کے لئے تیار رہو۔

ایک بزرگ کہتے ہیں کہ میں ایک دن بازار جا رہا تھا۔ میرے ساتھ میری حبشی باندی تھی۔ میں اس کو ایک جگہ بٹھا کر آگے چلا گیا اور اس سے کہہ گیا کہ یہاں بیٹھی رہنا، میں ابھی آتا ہوں جب میں واپس آیا تو وہ اس جگہ نہ ملی۔ مجھے بہت غصہ آیا اور غصہ کی حالت میں گھر واپس آگیا۔ جب اُس نے مجھے دیکھا تو میرے چہرے سے غصہ کو محسوس کیا۔ کہنے لگی۔ میرے آقا عتاب میں جلدی نہ کرو، ذرا میری بات سن لو۔ آپ مجھے ایسی جگہ بٹھا کر گئے جہاں کوئی اللہ کا نام لینے والا نہیں تھا۔ مجھے یہ ڈر ہوا کہ کہیں یہ جگہ زمین میں نہ دھس جائے (جس جگہ اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ ہو اس جگہ جتنی جلدی عذاب آجائے قرین قیاس ہے) اس کی اس بات سے مجھے بڑا تعجب ہوا۔ میں نے اس سے کہا کہ تو آزاد ہے۔ کہنے لگی آقا تم نے میرے ساتھ اچھا سلوک نہ کیا۔ میں نے کہا کیوں کہنے لگی پہلے جب میں باندی تھی تو مجھے دوہرا ثواب ملتا تھا (جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ جو غلام اللہ کی اطاعت کرے اور اپنے مولیٰ کی خدمت کرے اس کو دوہرا اجر ہے) اب آپ نے آزاد کر کے میرا ایک اجر ضائع کر دیا۔

حضرت خواص جو مشہور بزرگ ہیں کہتے ہیں کہ حضرت رحلہ عابدہ کے پاس گئے وہ روزے رکھتے رکھتے کالی پڑ گئی تھیں اور نماز پڑھتے پڑھتے (پاؤں شل ہو گئے تھے جس کی وجہ سے) اپاہج ہو گئی تھیں۔ بیٹھ کر نماز پڑھتی تھیں اور روتے روتے نابینا ہو گئی تھیں۔ ہم نے جا کر حق تعالیٰ شانہٗ کی رحمت اور معافی کا ذکر کیا کہ شاید اس سے ان کے مجاہدے کی شدت میں کچھ کمی آئے۔ انہوں نے میری آواز سن کر بے تحاشا ایک چیخ ماری۔ پھر کہنے لگیں کہ مجھے جو اپنی حالت معلوم ہے اس نے میرے دل کو زخمی کر رکھا ہے اور میرے جگر کو چھیل دیا۔ کاش میں تو پیدا ہی نہ ہوئی ہوتی۔ یہ کہہ کر انہوں نے اپنی نماز کی نیت باندھ لی۔

نمونہ کے طور پر ایک دو واقعات ذکر کئے ہیں۔ امام غزالیؒ نے اور بھی اس قسم کے واقعات عورتوں کے نقل کئے ہیں۔ اس کے بعد کہتے ہیں کہ اگر تو اپنے نفس کی نگہداشت کرنے والا ہے تو تیرے لئے ضروری ہے کہ ان محنت کرنے والے مردوں اور عورتوں کے احوال کو غور و فکر کی نگاہ سے دیکھے تاکہ تیری طبیعت میں نشاط بڑھے اور محنت کی تجھے حرص پیدا ہو اور اپنے زمانے کے آدمیوں کے احوال دیکھنے سے احتراز کر کہ ان میں سے اکثر ایسے ملیں گے کہ اگر تو ان کا اتباع کریگا تو وہ تجھے اللہ کے راستہ سے گمراہ کر دیں گے۔ ان محنت کرنے والوں کے واقعات کی کوئی انداز نہیں ہے۔ نمونہ کے طور پر چند لکھے ہیں جو عبرت کے لئے کافی ہیں۔ اگر زیادہ حالات دیکھنے کا شوق ہو تو حلیۃ الاولیاء کا مطالعہ کافی ہے کہ اس میں صحابہ اور تابعین اور ان کے بعد والوں کے احوال تفصیل سے لکھے ہیں۔ (اور کچھ واقعات شارح احیاء نے بھی ذکر کئے ہیں) اور ان کے احوال کے دیکھنے سے معلوم ہوگا کہ تو اور تیرے زمانہ کے لوگ دین سے کتنے دور ہیں اور اگر تیرے دل میں اپنے زمانہ کے لوگوں کو دیکھ کر یہ خیال آئے کہ پہلے زمانہ میں چونکہ خیر کی کثرت تھی۔ اس لئے اس زمانہ میں یہ سہل تھا۔ اب اگر ان حالات پر عمل کیا جائے تو لوگ پاگل کہیں گے۔ اس لئے جو حشر اس زمانہ کے سب آدمیوں کا ہوگا وہ میرا بھی ہو جائے گا۔ مصیبت جب عام آتی ہے تو اس میں سب ہی کو شامل ہونا پڑتا ہے۔ تو یہ تیرے نفس کا دھوکہ ہے۔ تو ہی بتا کہ اگر کہیں سے پانی کا سیلاب آگیا ہو، جس میں سب ہی بہتے جا رہے ہوں تو اگر کوئی شخص تیرنا جانتا ہے یا کسی اور ذریعہ سے بچ سکتا ہے تو کیا وہ یہ سمجھ کر چپ ہو جاتے کہ اس مصیبت میں تو سب ہی گرفتار ہیں حالانکہ سیلاب کی مصیبت بہت تھوڑی دیر کی ہے۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہ موت آ جاتے گی۔ اس سے زیادہ تو کچھ نہ ہوگا۔ اور آخرت کا عذاب نہایت سخت ہے۔ کبھی ختم ہونے والا نہیں ہے۔ اس بات کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہیئے اور ہمیشہ غور کرتے رہنا چاہیئے (احیاء)

حضرت ابراہیم ادھم سے کسی نے عرض کیا کہ اگر آپ کسی وقت تشریف رکھا کریں تو ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہو جایا کریں کہ کچھ ارشادات سنیں۔ انہوںؒ نے فرمایا مجھے چار کام اس وقت درپیش ہیں ان میں مشغول ہوں۔ ان سے فراغت پر یہ ہو سکتا ہے۔ (۱) جب ازل میں عہد لیا گیا تھا تو حق تعالیٰ شانہٗ نے ایک فریق کے متعلق فرمایا تھا کہ یہ جنتی ہیں، اور دوسروں کو فرمایا تھا کہ یہ دوزخی ہیں۔ مجھے ہر وقت یہ فکر رہتا ہے کہ نہ معلوم میں کن میں ہوں۔ (۲) جب بچہ ماں کے پیٹ میں بننا شروع ہوتا ہے تو اس وقت ایک فرشتہ جو اس نطفہ پر مقرر ہوتا ہے وہ حق تعالیٰ شانہٗ سے پوچھتا ہے کہ اس

کو سعید لکھوں یا بد بخت ۔ مجھے ہر وقت یہ فکر رہتا ہے کہ نامعلوم مجھے کیا لکھا گیا (۳) جب فرشتہ آدمی کی روح قبض کرتا ہے تو یہ پوچھتا ہے کہ اس روح کو مسلمانوں کی روحوں میں رکھوں یا کافروں کی ۔ نہ معلوم میرے متعلق اس فرشتہ کو کیا جواب ملے گا (۴) قیامت میں حکم ہوگا وَامْتَازُوا الْيَوْمَ أَيُّهَا الْمُجْرِمُونَ (سورہ یٰسین) آج مجرم لوگ فرمانبرداروں سے الگ ہو جائیں۔ مجھے یہ فکر رہتا ہے کہ نہ معلوم میرا شمار کس فریق میں ہوگا (تنبیہ الغافلین) یعنی جب ان چاروں فکروں سے امن ہو جائے اس وقت دوستوں سے بے فکری سے باتیں کرنے کا وقت مل سکتا ہے اب تو میں ہر وقت ان فکروں میں رہتا ہوں۔ کہاں اطمینان سے بیٹھ سکتا ہوں۔

بقیہ: بچوں کا صفحہ

۱۸۲۶ء میں یہ لشکر یلغار کرتا ہوا پشاور تک پہنچ گیا سکھوں کو بھی لشکر کا پتہ چل گیا اور انہوں نے مقابلے کی پوری تیاری کی ۔ پہلا معرکہ اکوڑہ کے مقام پر ہوا سکھ فوج کا سردار بدھ سنگھ اپنے ساتھ دس ہزار سپاہی اور توپ خانہ لایا تھا۔ لیکن مجاہدین نے اس لشکر کے دانت کھٹے کر دیئے۔ بہت سے سکھ مارے گئے باقی میدان چھوڑ کر بھاگ گئے۔ سکھ سردار نے یہ خبر سنی تو بہت گھبرایا اور انہیں شکست خوردہ فوج کے لئے کمک بھیجی اور یہ بھی کوشش کی کہ مسلمانوں کی پھوٹ سے فائدہ اٹھائے اس مقصد سے اس نے اس علاقے کے بعض مسلمان سرداروں کو رشوت دی اور ان کی غداری سے مسلمانوں کو کچھ پریشانی کا سامنا کرنا پڑا۔ سید احمد اور سید اسماعیل نے جب فوج کے حالات دیکھے تو ذرہ بھر بھی نہ گھبراتے کیونکہ ان کو اللہ پہ بھروسہ تھا ؎

کافر ہے تو شمشیر پہ کرتا ہے بھروسہ
مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی

مسلمانوں کے پاس فوج بہت کم رہ گئی تھی ۔ سازوسامان اور رسد کا کوئی انتظام نہ تھا۔ مجاہدین جنگل پھل پھول اور درختوں کی چھال ابال کر پیٹ بھرتے لیکن ان کے حوصلے بلند تھے۔ اس لئے ہر میدان میں کامیابی ان کے قدم چومتی۔ ڈمگاہ کے مقام پر صرف سو مجاہدوں نے سکھوں کی دو ہزار فوج کو پسپا ہونے پر مجبور کر دیا۔ رنجیت سنگھ نے یہ حالت دیکھی تو ایک فرانسیسی جرنل ونطورا کو اس مہم پر مامور کیا۔ یہ جرنل اپنی چالبازیوں کے لئے بہت مشہور تھا۔ اس نے رنجیت سنگھ سے وعدہ کیا کہ وہ سید احمد اور اسماعیل کو زندہ گرفتار کرکے لائے گا۔ ونطورا نے بڑے سازوسامان اور فوج کے ساتھ مجاہدین پر حملہ کیا اس وقت مجاہدوں کی فوج کے صرف تیرہ سو آدمی باقی تھے لیکن ان کے حوصلے بہت بلند تھے انہوں نے ونطورا کے گھمنڈ کو خاک میں ملا دیا۔ جرنل ونطورا پناہ لینے لاہور کی طرف بھاگ گیا۔ اس طرح سرحد میں مسلمانوں کی دھاک بیٹھ گئی۔ حضرت مولانا سید احمدؒ اور حضرت مولانا شاہ اسماعیلؒ اور ان کے مجاہدوں نے ملک کے انتظام کی طرف توجہ کی۔

رنجیت سنگھ نے ایک مرتبہ پھر مسلمانوں کے نفاق سے فائدہ اٹھانا چاہا۔ یہ مجاہد سپاہی پکے مسلمان تھے اور چاہتے تھے کہ مسلمان اسلامی قانونوں کی سختی سے پابندی کریں کچھ جاہ طلب اور دنیادار لوگ ان پابندیوں سے گھبراتے تھے۔ رنجیت سنگھ کے آدمیوں نے ان لوگوں میں بغاوت پھیلانا شروع کی اور خود مسلمانوں نے مجاہدین کی مخالفت شروع کر دی یہاں تک کہ سید احمد اور شاہ اسماعیل کے ساتھ صرف سو مجاہدین باقی رہ گئے رنجیت سنگھ نے موقع دیکھ کر جرنیل شیر سنگھ کو بیس ہزار فوج دے کر بھیجا اور یہ کوشش کی سید احمد اور شاہ اسماعیل کو زندہ گرفتار کر لیا جائے لیکن ان غیرت مند بہادروں نے یہ گوارا نہ کیا اور سینکڑوں کافروں کو ہلاک کر کے خود بہادر مردوں کی طرح شہید ہو گئے۔ یہ آخری لڑائی بالاکوٹ کے مقام پر ۶ مئی ۱۸۳۱ء کو ہوئی ۔ پیارے بھائیو! حضرت مولانا سید احمد شہید اور حضرت مولانا شاہ اسماعیل شہید اور ان کے ساتھیوں نے اپنی جان اسلام اور مسلمانوں کی عزت بچانے اور اسلام کا جھنڈا بلند کرنے کی خاطر قربان کی چنانچہ جب تک اس ملک میں ایک بھی مسلمان زندہ ہے شہیدان بالاکوٹ کا نام زندہ رہے گا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی علم حاصل کرنے اور مسلمان مجاہدوں کی طرح کافروں سے لڑنے کی توفیق عطا فرمائے اور یہ بھی دعا کیجئے کہ جو علم دین حاصل کرنے کے لئے باہر گئے ہوئے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ ان کو کامیاب فرمائے ۔ آمین۔

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

حضرت رائپوری مدظلہ کا قیامِ رمضان

خانقاہ عالیہ رائپور تمام متوسلین کو اطلاع دی جاتی ہے ۔ کہ اس مرتبہ حضرت مولنا الحافظ الحاج الشاہ عبدالعزیز رائپوری خلیفہ و جانشین قطب الارشاد حضرت اقدس مولنا الحافظ الحاج الشاہ عبدالقادر رائپوری قدس اللہ سرہ العزیز ہماری درخواست پر لائل پور میں رمضان المبارک گذریں گے۔ قیام اشرف المدارس ۔ گلی نمبر ۶ گورونانک پورہ لائل پور میں ہوگا۔ تشریف لانے والے حضرات بستر ہمراہ لائیں۔
نیاز مند ۔ عطا الحق ۔ گلی نمبر ۳ گورونانک پورہ لائل پور۔

بچوں کا صفحہ

شہیدانِ اسلام

حضرت مولانا سید احمد شہید رح اور حضرت مولانا شاہ اسمٰعیل شہید رح

ایم این محمود الحسن صدیقی شکرگڑھ

اللہ تعالیٰ کے نیک بندے جہاد کے لئے یا دینِ محمدیؐ کی تبلیغ کرنے کو جہاں بھی جاتے تھے، فتح و نصرت ان کے قدم چومتی تھی۔ اور کبھی ناکام نہیں رہے۔ ایسے ہی خدا کے نیک بندے سید احمد شہید رح اور شاہ اسماعیل رح بھی ہوئے ہیں۔

تاریخ اٹھا کر دیکھئے تو حقیقت کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ ان خدا کے نیک بندوں نے کتنی تکلیفیں، برداشت کرکے اسلام کو پھیلایا ہے

روزہ اچھا نماز اچھی، حج اچھا زکوٰۃ اچھی
مگر میں باوجود ان کے مسلماں ہو نہیں سکتا
نہ جب تک کٹ مروں خواجۂ یثرب کی عزت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا

حضرت سید احمد شہید رح پیدا ہوئے تو بچپن میں ہی آپ کے والدین نے آپ کو قرآن سکھایا، اس کے بعد آپ کو مذہبی تعلیم کے لئے مدرسہ بھیجا گیا۔ اس تعلیم کا نتیجہ یہ ہوا کہ انہیں اسلام اور مسلمانوں سے ایسی محبت پیدا ہوئی کہ ان کے سامنے کوئی دنیا کی چیز عزیز نہ رہی تعلیم سے فارغ ہو کر جدّوجہد عملی کی تربیت حاصل کرنے کے لئے وہ فوج میں شامل ہو گئے اور سات سال مجاہدانہ تربیت حاصل کی۔

ان کی پاکبازی کو دیکھ کر ہزاروں فوجی پکے مسلمان اور سید احمد رح کے مرید ہو گئے۔ سید احمد رح نہ اپنے مریدوں سے نذرانہ مانگتے تھے نہ وہ ان سے اپنی ذاتی خدمت کرانا چاہتے تھے۔ ان کی کوشش تھی کہ ان کے مریدوں میں مسلمان مجاہدوں کی خصوصیات پیدا ہو جائیں تاکہ وہ ملک کے مسلمانوں کی مدد کر سکیں۔ سات سال تک فوجی ملازمت کے بعد سید احمد رح نے یہ ملازمت ترک کر دی اور دہلی چلے گئے۔

دہلی میں شاہ ولی اللہ کا خاندان دینی تعلیم اور ہدایت کا سرچشمہ تھا۔ یہیں سے سید صاحب نے شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے علمی و روحانی فیوض حاصل کئے۔ اور اسی خاندان کے ایک نوجوان شاہ اسماعیل رح کو ساتھ لے کر علم جہاد بلند کیا۔ شاہ اسمٰعیل ایک بڑے عالم اور بہادر سپاہی تھے۔ شاہ اسماعیل رح پر سید احمد کی ملاقات کا پہلا اثر یہ ہوا کہ وہ ان کے مرید ہو گئے۔ اور دونوں، مل کر مسلمانوں میں دینی تعلیم اور جدّوجہد کے جذبات پھیلاتے رہے۔

عزیز بھائیو! اس وقت ہندوستان پر طرح طرح کی مصیبتیں نازل ہو رہی تھیں۔ لیکن سب سے بڑا عذاب سکھوں کا تھا۔ مسلمان بادشاہوں کی کمزوری اور آپس کے نفاق سے فائدہ اٹھا کر سکھوں نے بڑی طاقت حاصل کر لی تھی۔ وہ پنجاب سے دہلی تک کے علاقے میں لوٹ مار کرتے رہتے اور مسلمانوں پر طرح طرح کے مظالم ڈھاتے۔ پنجاب میں ان کی طاقت اتنی بڑھی کہ انہوں نے اس صوبے میں اپنی حکومت ہی قائم کر لی۔ اس وقت حالت یہ تھی کہ سکھوں نے مسلمانوں کے قلعوں، شاہی عمارتوں، اور مسجدوں پر قبضہ کر لیا تھا۔ یہ جس عمارت پر قبضہ کرتے، اسے توڑ پھوڑ ڈالتے۔ قیمتی سامان تو لوٹتے ہی یہ پتھروں کی جالیاں تک اکھیڑ کر لے جاتے اور اپنی بنائی ہوئی عمارتوں پر لگا لیتے۔ یہ مسلمانوں کو ذلیل کرنے کے لئے یہ تجروں اور مسجدوں کی بے حرمتی کرتے۔ قبریں کھود ڈالتے۔ مسجدوں میں جانور باندھتے۔ مسلمانوں کو آذان دینے یا نماز پڑھنے یا قربانی کرنے کی اجازت نہ تھی۔ کوئی مسلمان اپنے گھر میں بھی چین سے نہ بیٹھ سکتا تھا۔ سکھ لٹیرے ان کے گھروں میں گھس آتے۔ ان کا مال اسباب لوٹ کر لے جاتے۔ عورتوں کی بے عزتی کرتے یہ ظالم درندے بچوں بوڑھوں پر بھی رحم نہ کرتے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ بھیڑوں کے گلے پر خونخوار بھیڑیوں نے حملہ کر دیا۔

سید احمد شہید رح اور شاہ اسماعیل شہید رح برابر یہ حالات سنتے اور مسلمانوں کی حالت زار پر تڑپ اٹھتے آخر ان کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا اور انہوں نے جہاد کا اعلان کر دیا۔

پیارے بھائیو! جہاد کا مطلب ایسی پاک اور مقدس لڑائی ہے جو صرف خدا کی راہ میں حق اور انصاف کے لئے لڑی جائے۔ لڑنے والے کے سامنے ملک فتح کرنے یا دولت حاصل کرنے کی خواہش ہو تو ایسی لڑائی جہاد نہیں ہو سکتی۔ سید احمد اسلامی سلطنت قائم کرنا چاہتے تھے وہ خود تاج و تخت کے خواہشمند نہ تھے۔ نہ انہیں یا ان کے مریدوں کو دولت کی طلب تھی۔ وہ صرف مسلمانوں کو اس ناحق ظلم سے نجات دلانا چاہتے تھے جو سکھ ان پر ڈھا رہے تھے۔ اور اللہ کے دین کو غالب کرنا چاہتے تھے۔

سید احمد رح نے جہاد کا اعلان کیا تو سارے ہندوستان میں آگ سی لگ گئی۔ ان کے مرید پہلے ہی بہت تھے۔ جہاد کے اعلان کے بعد دہلی کے علاوہ پٹنہ اور کلکتہ تک سے مجاہدین کی جماعتیں ان کے لشکر میں شامل ہونے کے لئے آنے لگیں۔

سید احمد نے اپنے نوجوان سپہ سالار حضرت مولانا شاہ اسماعیل رح کو مجاہدین کے اس لشکر کا سردار بنا دیا۔ اور خدا کا نام لے

فون ۶۷۵۴۵

رجسٹرڈ ایل
نمبر ۶۰۴۷

The Weekly "KHUDDAMUDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

چیف ایڈیٹر
عبید اللہ انور

منظور شدہ محکمۂ تعلیم (۱) لاہور بذریعہ چٹھی نمبری G / ۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۷۳۰-۲۴۸۱ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء